رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۰۶

DCCVI رجسٹرڈ ایل نمبر

یہدی اللہ لنورہ من یشاء

اخبار نور

پندرہ روزہ

بابت ۱۵ مئی ۱۹۱۹ء

مقاصد

اسلام کی خوبیوں اور اسکی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب کے بالمقابل اسکی فضیلت بیان کرنا (۲) آریوں اور عیسائیوں کے اسلام کو بیجا اعتراضات کی گرد و غبار کو اسلام کے مقدس چہرہ سے براہین عقلی و نقلی دور کرنا (۳) تاج برطانیہ کی خیر خواہی سکھ قوم میں باوا نانک صاحب کی تعلیم کا پرچار کرنا۔

ضوابط

(۱) یہ پرچہ ہر مہینے کی یکم اور پندرہ کو شایع ہوتا ہے (۲) عام قیمت سالانہ عہ ششماہی عہ اخبار واعظین اور طلبا سے عہ (۳) امرا عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ سالانہ جو مجھے عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان رسالہ کی فہرست میں درج ہونگے۔

جلد ۲	اڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار قادیان	نمبر ۱۵ / ۱۶

KHILAFAT LIBRARY

آریہ دھرم کا فوٹو!

پانچسو روپیہ کی انعامی کتاب!

آجکل بعض جوشیلے نوجوان آریہ کثرت سے آریہ دھرم آریہ دھرم کی پکار مچا کر غیر مذاہب کے منتظر رہے ہیں۔ وہ مذہبی طبقہ سے پوشیدہ نہیں مگر ان جوشیلے نوجوانوں میں پانچ فیصدی بھی آرین کتب اور اصول سے واقف نہیں ہوتے ان بیچاروں کے حق میں بعینہٖ یہ مثل صادق آتی ہے۔ کہ "دیکھا نہ بھالا صدقے گئی خالہ"۔ اس اندھی تقلید کے ازالہ کے لئے ہم نے

"آریہ دھرم کا فوٹو"

نامی کتاب لکھی ہے۔ جسمیں "ستیارتھ پرکاش" "بھومکا" "سنسکار بدھی" "اتھرو وید بھومکا وغیرہ وغیرہ آرین کے مستند گرنتھوں کے حوالوں سے آرین دھرم کا ہو بہو فوٹو کھینچکر دکھلایا گیا ہے۔ اور آخیر پر اسلام اور آریہ دھرم کے عقاید کا قطعی منصف مزاجی سے مقابلہ اور موازنہ کیا گیا ہے۔ اور اثنائے تحریر میں کہیں بھی سخت کلامی سے کام نہیں لیا گیا کیونکہ مذہب صلح کیلئے ہے۔ نہ جھگڑوں کیواسطے یہ کتاب ایسے اصول اور ترتیب سے لکھی گئی ہے کہ ایک پانچویں جماعت کا لڑکا بھی اگر بیٹھے تو ختم کئے بغیر چین نہ آوے اور آریہ دھرم اور اس کے بانی کا ہو بہو فوٹو اس کی آنکھوں کے سامنے کھچ جائے اور پھر اس میں حوالے بھی ایسے زبردست اور مستند کتابوں کے دیئے گئے ہیں۔ کہ اگر کوئی آریہ دوست ایک حوالہ کا بھی رد کردے تو ہم انشاء اللہ تعالےٰ پانچسو روپیہ انکی ہوئی۔ یا ہم نے کو تیار ہیں احباب کو چاہیئے کہ اس مفید کتاب کو خرید کر عام پبلک میں عموماً اور آریہ صاحبان میں خصوصاً کثرت سے مفت تقسیم کریں جسقدر اس کتاب کی زیادہ اشاعت ہوگی انشاء اللہ تعالےٰ اسی قدر ارواح کو روحانی بہبودی پہنچیگا۔ لکھائی چھپائی اعلیٰ

صرف ۶/ اکٹھی خرید کر مفت تقسیم کرنیوالوں سے خاص رعایت

ملنے کا پتہ۔ منیجر اخبار نور قادیان ضلع گورداسپور پنجاب۔

کوئی ہے جو سُنے؟

KHILAFAT LIBRARY

وہ قوم جو کہ اپنے فرض کو ادا نہیں کرتی۔ اسکی ہستی معرضِ خطرہ میں ہے۔ فرض سے کوتاہی کرنے سے آقا اپنے نوکر کو موقوف کر دیتا ہے۔ پڑوسی ہمسائے سے بیزار ہو جاتا ہے۔ باپ بیٹے سے کشیدہ اور بیٹا باپ سے آزردہ۔ تمام نیچر پر نظر دوڑاؤ۔ غور کرو۔ اور دیکھو۔ تو یہ ساری نیچر ہی اپنے فرض کی ادائیگی پر قائم ہے ہائے کیمیا نے جو یہ خاک و باد۔ آب و آتش وغیرہ کے سر بستہ عنصر دریافت کئے ہیں۔ سب اپنے فرض سے تر بتر ہو جائیں۔ ایک دوسرا جو کشش ثقل و کششِ کیمیائی و اتصال کے فرض کو ادا کر رہا ہے اپنے فرض سے روگرداں ہو جائے۔ تو اس دنیا و مافیہا کا خاتمہ ہو جائے۔ زمین ریزہ ریزہ۔ آکاش ستاروں سے الگ تھلگ سیارے اپنے محور کو چھوڑ دیں۔ ستارے اپنے مرکز سے جدا ہو کر باہمی ٹکرا جائیں۔ غرضیکہ نیچر میں یہ جو شانتی اور امن کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ اس کی تہ میں بھی ایک فرض کی ادائیگی کی اعلیٰ صفت اپنا کام کر رہی ہے۔ ہم دُنیا میں یہ نظارہ دیکھتے ہیں۔ کہ وہ جو اپنے فرض سے کوتاہی اختیار کرتا ہے۔ وہ فضول اور بے ثمر درخت کی طرح کاٹ کر گرایا جاتا ہے۔ تو پھر بھلا جو قوم اپنے فرض سے کوتاہی اختیار کرے۔ تو وہ کس طرح کامیابی کا روشن چہرہ دیکھ سکتی ہے۔

فرض کی ادائیگی کے اصول کو لیکر آج ہم اپنے آپ کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم نے کہاں تک اپنے فرض کو محسوس کیا؟۔

مہذب اور سربر آوردہ قوموں میں یہ دستور ہے۔ کہ جب ان کے گھر میں کوئی مہمان جاتا ہے۔ تو وہ اس کی خاطر داری کے لئے اپنی جان اپنا مال۔ اپنا تن۔ اپنا من۔ غرضیکہ جو چیز بھی اپنے مہمان کے خوش کرنے کے لئے ان کے بس میں ہو۔ وہ اپنے مہمان کے لئے نچھاور کر دینا ایک ہیچ اور ادنیٰ سی بات سمجھتے ہیں۔ کبھی مسلمانوں کی مہمان نوازی بھی قابلِ رشک تھی۔ دیگر اقوام ان کی پیروی کو فخر سمجھتی تھیں۔

یہ تو اُس مہمان کی خاطر داری تھی جو دو چار روز رہا اور پھر اپنی راہ لی۔ برخلاف اس کے آج کل ہم بعض ترقی یافتہ ممالک میں یہی عادت بھی پاتے ہیں۔ کہ ایک آدمی خواہ کتنا ہی خونی سفاک مفسد وغیرہ کیوں نہ ہو۔ مگر جب غیر ملکت میں جا کر اپنی پناہ کے لئے اُس ملک کی گورنمنٹ کے حضور گرتا ہے۔ تو خواہ غیر ملک کے ادارے کتنا ہی تقاضا کیوں نہ کریں۔ مگر وہ گورنمنٹ اس پناہ میں دیئے ہوئے شخص کو کبھی مطالبہ کرنے والے ملک کے حوالہ نہ کرے گی۔ خواہ اُس کے لئے جنگ چھڑ جائے۔ ہزاروں سے گذر کر لاکھوں جانیں ضائع ہو جائیں۔ لاکھوں روپے خرچ ہو جائیں۔ غیر ملک والوں سے بگاڑ ہو جائے۔ مگر وہ اپنے جیتے جی کبھی اس پناہ میں آئے ہوئے شخص کو مطالبہ کرنے والوں کے حوالہ نہیں کریں گی۔

آہ! یہ سپرٹ تو ہم اُن لوگوں میں دیکھتے ہیں۔ جنہیں دین یا روحانیت سے کچھ بھی مس نہیں۔ کہ وہ ایک پناہ میں آئے ہوئے شخص کو خواہ وہ خونی اور سفاک ہی کیوں نہ ہو جلدی سے اپنی پناہ سے الگ کرنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہوتے۔

مگر برخلاف اس کے اگر کوئی آدمی محض روحانی زندگی اور دینداری اور ایمانداری۔ تقویٰ اور طہارت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے لئے اپنے تمام خویش و اقارب سے جدا ہو کر اور ہمیشہ کے لئے جُدا ہو کر اور اپنے پیارے گھر جس میں اُس نے بچپن سے پرورش پائی ہے۔ سے الگ ہو کر اور ہمیشہ کے لئے الگ ہو کر۔ اپنے پیارے والدین جس کے جسم میں ان کا خون جوش مار رہا ہے۔ جو اُن کے گوشت اور گوشت کا پوست ہے۔ ہاں جو ان کا لختِ جگر ہے کو چھوڑ کر اور ہمیشہ کے لئے چھوڑ کر صرف روحانیت اور گیان تقویٰ اور ایمانداری کو حاصل کرنے کے لئے ایمانداروں کے دروازے کھٹ کھٹائے تو کیا وہ ایماندار اور روحانی داتا تقویٰ اور طہارت میں ڈوبے ہوئے اس مہمان کے لئے اپنا دروازہ نہیں کھولیں گے اور پھر دروازہ کھول کر اُسے اس دُنیا کے سمندر کے جوار بھاٹا کی لہروں میں پھینک دیں گے؟

اس کا جواب بانیٔ اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو۔ کہ آپ نے نومسلموں سے کیا سلوک کیا۔ اور آپکی طرز زندگی کو پیش نظر رکھو۔ پھر جناب فاروق اعظمؓ کے طرز عمل کی پڑتال کرو۔ کہ آپ نومسلموں کے ساتھ کیا سلوک روا رکھتے تھے اور امراؤ القیس کی مثال کو مدنظر رکھو۔ اور اگر اس مثال سے بھی تسلی نہ ہو تو "ہرمزان" کے واقعہ کو دیکھو کہ فاروق اعظمؓ نے اس اسلام کے خون کے پیاسے سے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد اس سے کیا سلوک کیا۔ عسکر نے جو ائم اور حضرت نافع کی مثال کو پیش نظر رکھ لو۔ کہ مشرف با اسلام ہونے سے پہلے یہ بزرگ کس گروہ سے تعلق رکھتے تھے اور مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد ان کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ پھر قبطی اور رومیوں کے حال پر نظر دوڑا کر دیکھ لو۔ کہ اسلام لانے سے پہلے ان کی کیا حالت تھی اور اسلام لانے کے بعد ہمارے بزرگوں نے اُن سے کیا سلوک روا رکھا۔

پھر غور کرو۔ کہ سلجوقی ابتدا آ کیا تھے۔ ایک بالکل معمولی حیثیت کے ترک جن کو خلافت عباسیہ کے غلاموں سے زیادہ وقعت حاصل نہ تھی۔ لیکن مشرف با اسلام ہونے کے بعد وہی سلجوقی تھے جن کے عقد نکاح میں خلفائے بنی عباس اور جانشینانِ حضرت رسالت کی شاہزادیاں دی گئیں۔ اور پھر اس کے بعد اوّل اوّل جب مسلمان ہندوستان میں وارد ہوئے۔ تو ان کے طرز عمل پر نظر ڈال کر دیکھ لو کہ انہوں نے ہندوستان سے مشرف بہ اسلام ہوئے ہوئے آدمیوں سے کیا سلوک روا رکھا مثال کے لئے دیبل کے ہندو اور محمدؐ بن قاسم کے سلوک کو ہی مدنظر رکھ لیجئے۔ کہ دیبل کے ایک ہندو کے مشرف بہ اسلام ہونے کے بعد محمدؐ بن قاسم نے اس کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔ اور اس سلوک کا ہندوؤں کی دیگر معزز قوموں پر کیا اثر ہوا۔ اور آج سندھ میں جو دیگر صوبوں سے زیادہ مسلمانوں کی آبادی ہے۔ یہ کس نیک نمونے کا اثر ہے۔ آخر میں کہاں تک گنتا چلا جاؤں۔ قرآن شریف کو دیکھو اور حدیثوں کی اوراق گردانی کرو۔ تاریخوں کو ٹٹولو۔ اور پھر دیکھو کہ ہمارے بزرگان سلف نومسلموں سے کیا سلوک کرتے رہے ہیں۔ اور پھر آجکل اپنی حالت پر نظر ڈالو۔

مَیں بعض بزرگوں اور معاصرین سے معافی مانگ کر یہ عرض کرتا ہوں۔ کہ آجکل نومسلمان بنانے کے لئے تو بڑے ڈھول ڈھمکے سے بنایا جاتا ہے۔ اور بعض اخبارات تو کالم کے کالم سیاہ کر ڈالتے ہیں۔ کہ آج اس قدر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ الوں نے گمراہی کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر قدم مارا۔ اور بلکہ بعض جوشیلوں نے مگر محض غیر مذاہب والوں کو چڑانے کے لئے تو یہاں تک بھی ہاتھ پاؤں مارے۔ کہ ہم ایک رجسٹر بناتے ہیں اور جسقدر لوگ مشرف بہ اسلام ہوں۔ اس رجسٹر میں اُن کے نام لکھے جائینگے۔ بھلا کوئی ان جوشیلے ہمدردوں سے پوچھے کہ رجسٹر میں نام درج کرنے سے کیا فائدہ؟ کیا قیدیوں کے نام رجسٹر میں درج نہیں ہوتے۔

مَیں اسوقت نور کے ناظرین اور محترم معاصرین سے خصوصاً

اور دیگر بہی خواہان ملت سے عموماً مخاطب ہو کر یہ پوچھتا ہوں کہ وہ ذرا سوچ سمجھکر جواب دیں کہ ہم لوگ جو اس قدر ڈھول ڈھمکے سے غیر مسلم کو مشرف بہ اسلام کرتے ہیں۔ اور پھر متعدد اخباروں میں اس کی تشہیر کرتے ہیں۔ کیا اس وقت تک کسی بہی خواہ ملت نے کوئی ایسی انجمن بنائی ہے۔ جو ان نو واردوں کو کچھ عرصہ کے لئے اپنی پناہ میں لیکر ان کی دلجوئی کرے کیا کوئی ایسا مدرسہ بنایا ہے۔ جس میں نومسلموں کو قرآن شریف یا مذہبی کتب پڑھا کر ان کے بھیتر سے قدیمی بدعت اور شرک کے خیالات کو نکالکر روحانی زندگی دے کیا کسی دردمند دل میں یہ درد پیدا ہؤا۔ کہ وہ ایک ایسی اسلامی برادری قایم کرے جو معاہدہ کرے کہ آپسمیں شادی بیاہ کریں گے۔ اور ہر ایک نومسلم کو اس کی حالت اور حیثیت کے مطابق ان کی شادی کر کے اپنی کمیونٹی میں لیں گے۔

کیا کسی نے ایسی انجمن قایم کر کے آج سے تیرہ سو برس کی سنت (جو ارض حجاز میں قایم کی گئی تھی) کو پھر تازہ کر کے سوتوں کو جگانیکی کوشش کی ہرگز ہرگز نہیں:۔

خیر شادی کی بات کو تو جانے دو۔ کیونکہ اس میں ہم مسلمانوں کو ایک حد تک مجبور سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ہندوستان میں اگرچہ جہاں مسلمانوں نے اور بدعتوں کو اپنے آپ میں جذب کر لیا ہے۔ وہاں چند خود پرست مسلمانوں نے ہندوؤں کی ذات پات کے جھمیلے میں پھنس کر یا بالفاظ دیگر ہندوؤں سے مانگی ہوئی شرافت پر نازاں ہو کر اپنے آپ کو ہندو بنا لیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہؤا کہ وہ بھی آریہ ورت والوں کی طرح کسی کو اپنے برابر نہیں سمجھتے۔ اور نو واردوں کو دیکھکر دور ہی سے ناک بھویں چڑھاتے اور دور باش دور باش کے آوازے کسنے لگ جاتے ہیں خیر شرافت تو مانگی گو وہ کرائے کی ہو۔ کیا ہؤا اگر نور اسلام رخصت ہو گیا۔ آہ افسوس!

مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا کسی دردمند دل نے نومسلموں کے لئے کوئی ایسا مدرسہ جاری کیا۔ جس میں بیٹھکر وہ فراغت کے ساتھ قرآن شریف پڑھکر اپنے دلوں کو مطہر کریں۔ ذوقین

سالوں کی بات ہے کہ ایک آریہ مشرف باسلام ہؤا۔ ہؤا تو مسلم جس نے آریہ کے ردّ میں دو تین ضخیم کتابیں بھی لکھیں۔ جو سنسکرت اچھی طرح جانتا تھا۔ انگریزی میں بھی کافی لیاقت رکھتا تھا۔ وہ تقریباً دو سال اسلام میں رہا۔ مگر کوئی خدا کا پیارا ایسا بھی نہ نکلا جو اس نومسلم کو نماز تک تو سکھلا دیتا۔ قرآن شریف کا پڑھنا پڑھانا تو رہا الگ ہاں یہ بات ضرور تھی سنا کہ آج آریوں کا فلاں جگہ جلسہ ہے تو چند جوشیلے مسلمان اُسے وہاں لے جاتے۔ اور آریوں کو مباحثہ کا چیلنج دیکر ناک میں دم کر دیتے۔ مگر کیا مجال کہ کوئی اس کو نماز تک تو سکھلاتا۔ آخر وہ دو سال ادہر اُدہر خراب خستہ ہو کر جب دیکھا کہ یہاں قرآن شریف کے پڑھنے پڑھانے یا روحانی رموز سے آگاہ کرانیوالا کوئی انتظام نہیں جو دھرم اور ایمان کا اعلےٰ جزو اور فرض اولے ہے۔ تو وہ مجبوراً اسلام جیسے اطہر اکمل اور اتم دین جس کے پاکیزہ روحانی عقاید کو دیکھکر راہ چلتے مسافر تک گرویدہ ہو جاتے تھے کو خیرباد کہکر پھر آریہ بن گیا۔ اس کا جواب قیامت میں ان لوگوں کو ضرور دینا پڑیگا۔ جو اس کو آریوں کے جلسوں پر لیجاکر مرغوں کی لڑائی لڑایا کرتے تھے پچھلے دنوں کی بات ہے، کہ ایک معزز خاتون جو ہندوؤں کے ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔ اور جسکا باپ ایک گاؤں کا رئیس تھا اس نے اسلام کی پاکیزگی اور روحانی طاقت اور زندہ تجلی کے ملاپ کے لئے اسلام کا دروازہ کھٹ کھٹایا۔ کئی اخبارات میں ایڈیٹرانہ نمک مرچ کیساتھ اسکے مشرف اسلام ہونیکی خبر نقل در نقل ہوئی کچھ عرصہ کے بعد اس کے وارثوں نے اس پر مقدمہ کیا۔ اور اثناء مقدمہ میں وہ بیچاری سخت بیمار ہو گئی شدید بخار نے حملہ کیا پانی کے لئے بلبلاتی ہے۔ اس کی حالت زار کو دیکھ کو پتھر بھی موم ہوتا ہے۔ مگر۔ کیا مجال کہ کوئی مسلمان اس مصیبت زدہ نومسلمہ کو یہ جا کر تو پوچھے کہ اب تمہاری کیا حالت ہے۔ دوا درمل کرنا تو الگ رہا۔ حالانکہ بقول ہمعصر ملت کے یہ معاملات بزرگان ملت کو اچھی طرح سے معلوم تھا جو قومی پلیٹ فارم پر "ہمدردی ہمدردی" اور "اخوت اخوت" کے نعروں کے ساتھ زور زور سے ہاتھ پاؤں مار کر میز کی کم بختی لا دیتے ہیں۔ مگر اس وقت ان کے جذبات ہمالیہ کے ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی کی برف کیطرح سرد پڑ گئے۔ جنکو جیٹھ اور ہاڑ کی سخت سے سخت تپش بھی پگھلانے سے عاجز تھی آخر کہاں تک کوئی اس دکھڑا کو روتا چلا جائے۔ یہ مصیبت کی کہانی بہت لانبی ہے۔

اس کے علاوہ جب قدیمی مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلمان بناتے ہیں۔ تو سب سے پہلے اُسے ایک پروانہ جسے گیدڑ والا پروانہ کہا جائے تو بیجا نہ ہوگا۔ دیکر خاصا اور عادی گداگر بنا دیتے ہیں۔ مگر کسی میں یہ ہمت نہیں پڑتی کہ نومسلموں کیلئے کوئی سکول کھولا جائے۔ جسمیں وہ قرآن شریف پڑھکر اور دیگر روحانی رموز سے واقف کار بن کر اسلامی فوج کے سپاہی بن سکیں:۔

KHILAFAT LIBRARY

اس وقت بفضل خدا اکثر سکھ بھی اور سناتنی بھی "نور" کے خریدار ہیں۔ جنہوں نے اپنے خطوط میں اسلام کیطرف اپنی رغبت ظاہر کی ہے۔ مگر اس راستہ میں جو سب سے زیادہ مشکل حایل ہے وہ یہ ہے کہ جب کوئی نومسلم اپنے آبائی مذہب کو خیرباد کہکر دائیرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ تو مسلمانوں کیطرف سے کوئی ایسا مدرسہ جاری نہیں۔ جسمیں وہ داخل ہو کر قرآن شریف کی تلاوت اور روحانی رموز سے آگاہ ہو کر اپنی زندگی سنوارے وہ جس بات کیلئے اپنے خویش واقارب سے مُنہ پھیر کر اسلام کی شرن لیتا ہے۔ مگر اسلام میں آکر اس کی وہ بات پوری نہیں ہوتی۔ وہ چاہتا ہے کہ میں قرآن شریف کی تلاوت سے اپنے گناہوں کو اُتاروں مگر یہاں بجائے قرآن شریف کی تلاوت کے اس کے سامنے چند اخباروں کے فائلز رکھے جاتے ہیں جسمیں دکھلایا جاتا ہے کہ اس اس اخبار میں آپ کے مشرف باسلام ہونے کی خبر شایع ہوئی ہے۔ اور اب تمہیں بہت شہرت ملگئی اور بس!۔ اور بجائے چند روزہ اس کی دلداری اور تسلی کرنے کے اس کو ایک بھکاری کا پروانہ دیکر خاصہ گداگر بنایا جاتا ہے۔ اگر وہ غیرت مند ہؤا تو چند روز اِدہر اُدہر بھٹک کر پھر اپنے آبائی مذہب میں واپس چلا گیا۔

اور اگر بے غیرت ہوا تو ایک عادی گداگر بنکر در بدر کے ٹکڑوں کو زہر مار کر کے اپنا پیٹ بھرتا رہا۔

اے بھائیو! غور کرو! کیا آپ کو معلوم ہے کہ افریقہ کے مسلمان مشنری کیوں کامیاب ہیں جس پر مسیحی مشنریوں کی دنیا میں ہل چل پڑ گئی ہے۔ اور برخلاف اس کے ہندوستان کے مسلم مشنری ناکام۔ پہلے اس امر کا پتہ لگاؤ کہ وہاں کیوں کامیابی اور یہاں کیوں نہیں؟ جواب صاف ہے۔ کہ یہاں کے مسلمان نومسلموں سے نفرت کرتے ہیں اور وہاں کے مسلمان نومسلموں کو اپنے گوشت کا پوست سمجھتے ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں نے ہندوں میں رہ کر ہندوں کی ذاتوں کی تفریق سیکھ لی۔ اور اخوت اسلامی کو ترک کر کے بلحاظ ذات اور قومیت اپنے سے ذلیل تصور کرنے لگے ہیں۔ ایک شریف سے شریف ہندو بھی اگر مسلمان ہو جائے تو اُسے کسی شریف گھرانے کی بیٹی نہیں ملسکتی۔ بلکہ شریف درکنار۔ کوئی ادنےٰ درجہ کا مسلمان بھی معزز سے معزز نومسلم کو نہ اپنی برادری میں لیگا۔ اور نہ اپنی بیٹی دیگا۔ اب قرآن شریف کی پڑہانے کی بجائے تو انہیں راہداری کا پروانہ دیکر عادی گداگر بنایا جاتا ہے اور اخوت اور ہمدردی کا یہ حال ہے۔ کہ کوئی ادنےٰ سے ادنےٰ مسلمان بھی معزز سے معزز نومسلم کو رشتہ ناطہ دینے کیلئے تیار نہیں ہوتا۔ تو پھر کسی کے مسلمان ہونے کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ یہی کمی افریقہ کے واعظین اسلام میں نہیں۔ اور ہندوستان کے واعظین میں ہے یہ میری ہی رائے نہیں۔ بلکہ ہندوستان کے مشہور معروف اہل علم اور کہنہ مشق ایڈیٹر مولانا عبدالحلیم صاحب شرر کی بھی یہی رائے ہے۔ دیکھو دلگداز بابت ماہ نومبر ۱۹۱۰ء۔

ہمارے مسلمان بھائیوں میں نقل کرنے کی بہت عادت ہے پہلے انہوں نے رسم ریس ذات اور قومیت کے تفرقوں کو لے لیا۔ مگر کیا ہی اچھا ہوتا اگر نقل ہی کرنی تھی تو اور باتوں میں بھی ہمسائے قوموں کی نقل کرتے۔ دیکھئے آریوں نے تو اچھوت اور نیچ قوموں کو اُٹھانے کیلئے سکول کھولدیئے ہیں۔ جس میں چوہڑے چماروں اور بھنگیوں کے بچوں کو تعلیم دی جاتی ہے کیونکہ انہوں نے اس بات کو محسوس کر لیا ہے کہ یہ بظاہر میں نیچ قومیں دراصل ہماری قومی دیوار کی نچلی یعنی بنیادی اینٹیں ہیں۔ اگر ان کو ہمسایہ قوموں نے اُکھیڑا تو ہندو دیوار کی خیر نہیں۔ اس لئے پہلے بنیادی اینٹوں کو مضبوط کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اس عقلمند قوم نے نیچ قوموں کیلئے سکول کھولدیئے۔ چند سالوں کے بعد دیکھ لینا یہ نیچ قومیں ہی تعلیم یافتہ ہوکر ہندو مشین کی کل کے مضبوط پرزے بن جائیں گے:۔

اب میں مسلمان بھائیوں سے مخاطب

ہوکر اور خدا کا واسطہ دیکر یہ پوچھتا ہوں۔ کہ تمہاری ہمسایہ قوموں نے تو نیچ ذاتوں کو اُٹھانے کے لئے سکول کھولدیئے۔ کیا تم نے بھی نومسلموں کیلئے کوئی سکول کھولا ہے؟ کیا کوئی مسلمان بھائی ہے؟ جو ذرا چھاتی پر ہاتھ رکھکر اس کا جواب دے۔ یہ وہ درد ہے جو اندر ہی اندر کلیجہ کو کھا رہی ہے۔ یہ تڑپ ہے جو اندر ہی اندر تڑپا رہی ہے۔ آخر نہایت غور و خوض اور دعاؤں کے بعد اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کا ایک علاج بتلایا ہے **وہ یہ کہ** اس قاضی الحاجات پر توکل کر کے نومسلموں کے لئے ایک مدرسہ کھولا جائے۔ جس میں قرآن شریف اور دیگر دینی اور مذہبی کتابوں سے انہیں واقفیت کرائی جائے۔ ایک تعلیم یافتہ نومسلم جو اپنے دھرم کرم سے پہلے واقف ہوتا ہے۔ بفضل خدا سال ڈیڑھ سال میں وہ قرآن شریف اور اس کے بعد کچھ اور مذہبی کتابوں کو بخوبی پڑھ سکتا ہے۔ اور پھر نومسلم جو ایک خاص جوش اور سپرٹ لیکر اسلام میں داخل ہوتا ہے۔ وہ بفضل خدا سال ڈیڑھ سال کی خبر گیری کے بعد اسلامی فوج کا ایک جوشیلا اور دلچلا بہادر سپاہی بن سکتا ہے۔ اس کے بعد خواہ اُسے کسی کام پر لگایا جائے۔ یا واعظ کا کام سپرد کیا جائے۔ بفضل خدا وہ ہر طرح اسلام کے لئے مفید ہی ثابت ہوگا۔ صرف سال ڈیڑھ سال کی تعلیم کے بعد وہ بار خاطر سے نکلکر یار شاطر بنجائیگا۔ اور اسکی صورت میں تمام عمر کیلئے کاسہ گدائی ہاتھ میں لیکر اور ایک عادی گداگر بنکر در در کی ٹھوکر گدائی سے بچ جائیگا۔ یہ ایک طریقہ ہے جس سے مسلمان نومسلموں کی دلجوئی کر کے اُن پر ابدالآباد تک کا احسان کر سکتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ جو ایک یا دوسرے وجہ کو مدنظر رکھکر دائرہ اسلام میں داخل ہونے سے پس وپیش کرتے ہیں۔ بفضل خدا کشاں کشاں دایرہ اسلام میں داخل ہوں گے۔ یہ ایک احسن طریقہ ہے۔ جسپر چلکر مسلمان نومسلموں کے دلوں پر فتح پا سکتے ہیں:۔

چونکہ **خیرات** پہلے گھر سے ہی شروع ہوتی ہے۔ اس لئے میں نہایت خوشی سے اس **مبارک کام** کے لئے

KHILAFAT LIBRARY

۲۰ عہ بیس روپیہ

دینے کو طیار ہوں۔ اگرچہ میں جانتا ہوں کہ "نور" کا فنڈ بہت کمزور ہے۔ اور ابھی اس میں اس قدر طاقت نہیں کہ وہ یکمشت دس۱۰ یا بیس۲۰ روپیہ دے سکے۔ مگر میرا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک روپیہ دیا جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈالکر اسے کئی گنا بڑھ چڑھ کر دیتا ہے۔ اور پھر روپیہ ہے بھی کیا چیز ہاتھوں کی میل ایک دولت مند جو اس کے ساتھ کنجوس اور بخیل بھی ہے جو اپنی زندگی میں کسی رفاہ عام کام کیلئے ایک پائی کا دینا بھی موت سمجھتا ہے۔ مگر کل عزرائیل کا زبردست ہاتھ اپنا کرشمہ دکھلاتا ہے اور وہ کُل کا کُل روپیہ جسکو وہ اپنی جان سے زیادہ عزیز رکھتا تھا۔ یہاں ہی دھرا کا دھرا رہجاتا ہے۔ مگر سخی کا نام ہمیشہ زندہ رہتا ہے۔ کنجوس آدمی جوہڑ کی مانند ہے جسکا پانی سڑا اور بدبودار ہوتا ہے۔ مگر برخلاف اسکے سخی چشمہ کی مانند ہے۔ جسکا پانی ہمیشہ مصفےٰ اور صاف وشفاف رہتا ہے۔

اگر "نور" کے ناظرین سے **چالیس آدمی** بھی ایسے نکل آویں۔ جو دس دس روپیہ اس نیک کام کے لئے دینے کیواسطے تیار ہوں۔ تو بفضلہ خدا نومسلموں کا مدرسہ یا نومسلم حفاظت فنڈ قایم ہوسکتی ہے

اور ان چندہ دینے والے بزرگوں کا نام ابدالآباد تک زندہ رہیگا - اور یہ ان کا صدقہ جاریہ کبھی بھی ختم نہیں ہوگا - پندرہ یا بیس نومسلموں کی تعلیم کے لئے ایک مولوی جسکی تنخواہ پندرہ یا حد بیس روپیہ ماہوار ہو کافی ہوگا - اور نومسلم حفاظت فنڈ کے لئے جسقدر بھی روپیہ آئیگا وہ باقاعدہ سیونگ بنک میں جمع کیا جائیگا اور اس کی باقاعدہ رسید اخبار "نور" میں چھپتی رہے گی - چنانچہ میں نے اپنا روپیہ نومسلم حفاظت فنڈ کے لئے سیونگ بنک میں جمع کرایا ہے :-

میرے دوستو! یہ کام بہت آسان ہے مگر ذراسی ہمت درکار ہے - آپ تھوڑی سی ہمت سے بے زر - بے در - بے پر - اور بے گھر گروہ کی نیک دعائیں کو ہمیشہ کے لئے اپنے حق میں لے سکتے ہو - مبارک ہیں وے جو غریبوں پر رحم کرتے ہیں - کیونکہ پھر خود خداوند تعالے ان پر رحم کرتا ہے - بہادرو پانچ یا دس روپیہ کے منہ نہ لگو - کیا تم قرآن شریف کی اس آیت کو نہیں جانتے

KHILAFAT LIBRARY

اگر تم اللہ تعالے کے راستہ میں دوگے - تو خداوند تعالے تمہیں موسم بہار کے شجر کیطرح سرسبز کر دیگا - کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری ہمسایہ قوم نے شدھی فنڈ میں جسجگہ تمہارے بھولے بھٹکے بھائیوں کو جنیؤ پہنائے جاتے ہیں اور چوٹی رکھائی جاتی ہے - ہزاروں روپیہ جمع کرلیا ہے یہ ہیں زندہ قوم کے نشان - خدا کے لئے اٹھو اور سستی کو چھوڑو - ہمت کے پاؤں کھڑے ہو جاؤ - اور تم بھی نومسلم حفاظت فنڈ قائم کرکے اس بے یار و مددگار گروہ کی دعائیں اپنے حق میں لو خداوند تعالے کو خوش کرکے صواب دارین حاصل کرو - کیا نور امید رکھے ؟ +

ضروری امر

نور کے پیر بھی نہایت زور و شور سے نور کی توسیع اشاعت میں حصہ لے رہے ہیں - اس لئے آپ بھی نور کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر بہت جلد اپنے فرض سے سبکدوشی حاصل کریں

نوٹ - نکات - رائیں

مہاراجہ بڑودہ اور آریہ سماج

سچ ہے کہ بڑے لوگوں کے کان ہوتے ہیں - اور آنکھیں نہیں - مہاراجہ صاحب بڑودہ نے جو یہ ظاہر کیا ہے - کہ ویدوں میں مورتی پوجا اور قربانی نہیں - ہم حیران ہیں کہ راج پاٹ کے کاربار سے مہاراجہ صاحب کو کہاں اس قدر وقت ملتا ہوگا - جو ویدوں کو بھی نہایت تعمق اور خوض کی نگاہ سے دیکھتے ہوں - جس سے آپ نے فوراً معلوم کرلیا کہ ویدوں میں قربانی اور مورتی پوجا نہیں - حالانکہ ویدوں کے بڑے بڑے منتر جنکا لوہا دشمن و دوست مانتا ہے - وے سب کے سب اس بات پر متفق ہیں کہ ویدوں میں قربانی ضرور ہے بلکہ قربانی ویدوں کا ایک اصول یا مسئلہ اعظم ہے - معلوم ہوتا ہے کہ مہاراجہ صاحب بڑودہ بھی دوسرے لوگوں کے دیکھا دیکھی پنڈت دیانند جی کے گپوڑوں پر آمنا وصدقنا کہنے والے لوگوں کے پیچھے ہو لئے ہیں -

آہ مہاراجہ صاحب نے اسقدر بھی نہ سوچا کہ چھوٹوں کی بات تو ہوا کی مانند ہوتی ہے جو آئی اور چلی گئی مگر بڑے لوگوں کی باتیں اور ان کے کاموں کا اثر آندھی کی طرح بہت جلد پھیل جاتا ہے -

ہم مہاراجہ صاحب کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں - کہ جو کچھ آپ نے ویدوں کی نسبت کہا ہے صرف آپ دیانندی لوٹے گئے سبز باغوں پر ریجھ گئے ہیں - جس کا اثر نہ صرف آپ کی ہندو رعایا پر پڑیگا - بلکہ یہ ہندو جاتی کے ایک حصہ کو بھی لے ڈوبے گا -

ویدوں کا عقیدہ

مہاراجہ صاحب سناتنی ہندو تو ویدوں کو دھارمک پتک اور سماجی ٹولہ "سرب پرکار کی ودیا کا بھنڈار" یعنے علوم کل کا خزانہ مانتا ہے - مگر حضور والا نے یہ ظاہر کرکے کہ ویدوں میں مورتی پوجا اور قربانی نہیں ہے - اور کہ ویدوں میں سچائی ہی سچائی بھری پڑی ہے جسے آریہ سماج کے ذریعہ حاصل کرنا چاہیئے - آپ کی اس قیمتی اور وزنی رائے کو کیونکہ ہم تو حسن ظنی سے ہی کام لیں گے، ویدوں کو اور بھی چار چاند لگا دیئے ہیں!!

ویدہ قربانی اور مورتی پوجا کی تعلیم سے بھرپور ہیں!

سری حضور کا یہہ دعوے ہے - کہ ویدوں میں مورتی پوجا اور قربانی نہیں - مگر وید پکار پکار کر ڈنکہ کی چوٹ اس بات کا اعلان کر رہے ہیں کہ ہم تو مورتی پوجا اور قربانی سے بھرپور ہیں - ہم مہاراجہ صاحب بڑودہ کی توجہ ذرا یجر وید کیطرف منعطف کروانا چاہتے ہیں - جس کے برہمن بھاگ میں اس طرح لکھا ہے :-

برہمن (ذات کے دیوتا) کو برہمن قربانی دے - اور چھتری ذات کے دیوتا کو چھتری مورتی کو ویش تجار دیوتا کو شودر - ظلمت دیوتا کو چور - دوزخ کے دیوتا کو وہ جو یگ کی آگ کو بجھاتا ہے - گناہوں کے دیوتا کو مخنث - تجارت کے دیوتا کو مگدھ :-

راگ دیوتا کو راگی - رقص و سرود کے دیوتا کو - جو لڑکھڑا کر چلنے والا ہو - مخول دیوتا کو تمسخر اڑانیوالا آنند دیوتا کو عورتیں - سورج دیوتا کو ترکھان - چوری کے دیوتا کو فاسق "پتی دیوتا" کو وہ لڑکی جسکو کسی نے زور سے اپنے گھر ڈال لیا ہو - ریا دیوتا کو مچھلی پکڑنیوالا کی قربانی دی جاوے وغیرہ وغیرہ -

ویدوں کی پاکیزہ تعلیم

پھر اس کے علاوہ یجر وید ۲۳ - ۲۶ - ۲۳ - ۲۸ - اور ۲۳ - ۳۰ میں جو گھوڑے اور رانی کا نہایت ہی گندہ بیان لکھا ہے جسکے ظاہر کرنے سے اخبار کی وقعت کو گھٹانا ہے - پھر یجر وید ۲۳ - ۱۴ ۵ ۴ - ست پتھ کے تیسرے بھاگ میں "پشو بدھ" کے ہیڈنگ کے ذیل میں گھوڑے کے مارن اور ٹکڑے ٹکڑے کرنیکے حال کو نہایت وضاحت سے لکھا ہے - اور گھوڑے کے گوشت کے موٹے موٹے ٹکڑے کچھ تو آگ میں جلا کر دیکھیں

کئے جاتے تھے - اور کچھ ٹکڑوں کو بھونکر یا اوبال کر کھایا جاتا تھا -

ویدوں میں اینک ہی ایسی قبیح اور بری رسومات کا ذکر ہے جن پر عمل براہ ہونا تو ایک طرف رہا - جسکو ذرا بھی حیا اور عزت ہوگی وہ ایسی تعلیم کو سنکر انگشت بدہن رہجاتا ہے -

آہ پھر معلوم نہیں کہ سری حضور مہاراجہ صاحب بڑودہ آریہ سماج سے کونسی سچائی سیکھنے کیلئے لوگوں کو اپیل کرتے ہیں - اگر اس پر بھی تسلی نہ ہو - تو ستیارتھ پرکاش کے اس حصہ کو دیکھ لیا جاوے جس جگہ نیوگ نیوگ کی پکار مچا کر کیسی حیاسوز تعلیم دی گئی ہے - ستیارتھ پرکاش جو آریہ سماج کی مائہ ناز پستک ہے - اس میں روحانی گیان اور خداوند تعالیٰ کے ملاپ کی تو کہیں بھی تعلیم نہیں البتہ ہادیان مذاہب اور بزرگان ملت کو پانی پی پی کر کوسا گیا ہے - اگر اس کھنڈن منڈن کے بے نظیر بہادری اور اس کھٹا پٹی اور باہمی ناتی جاتی کے بے نظیر کام کے صلہ میں پنڈت دیانند جیکی مہادھ پر ایک تمغہ لٹکا یا جائے تو ہمارے نزدیک نہایت ہی موزون اور انسب ہوگا ؟ -

قابل توجہ مہاراجہ صاحب بڑودہ !

دیسی ریاستوں کے سب راجوں اور نوابوں میں آپ کی راج نیتی اور عقلمندی کی تعریف جگہ بجگہ ہو رہی ہے - لاریب آپ بڑے ودوان عقلمند اور شاہی رموز اور پالیٹکس کو سمجھنے والے ہو - ہائے پھر معلوم نہیں کہ آپ نے یہہ ایسے مذہب جو پتی برتا عورت کو اس کے خاوند کے جیتے جی ایک یا دوسری وجہ کو مدنظر رکھہ کر گیارہ گیارہ خاوندوں کی اجازت دیتا ہے - اس کی کونسی خوبی پر ریجھہ کر آپنے لوگوں کو اس میں آنے کی اپیل کی ہے - کیا روحانیت اور گیان اسی کا نام ہے ؟ -

پیارے مہاراجہ جی اگر آپ واقعی ایسے دہرم کے طالب ہیں - جس میں آکر انسان پاپوں اور گناہ آلودہ

زندگی سے الگ ہو کر ایک وحدہٗ لاشریک کو پہچان کر اور اس کی پوجا کر کے اپنے دین و دنیا کو سنوارے اور جو تمام بنی نوع عامہ میں اخوت برادرانہ کی روح پھونکے - اور جو ان تمام جھگڑوں اور فسادوں کو مٹا کر شانتی کا داجبہ قایم کرے - اور جو روحانیت میں لبریز ہونیکے علاوہ سوشل اور تمدنی پہلو سے بھی ان کے پیروؤں کے لئے حقیقی معنوں میں باعث فخر ہو اور جو حق اللہ اور حق العباد کے اعلیٰ اور اکمل اور اتم فرض کو ادا کرتا ہو - تو اس کے لئے آپ کو تمام روئے زمین پر صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب نظر آئیگا جسکی اعلیٰ اکمل اور اتم تعلیم پر کاربند ہونے سے اس بھارت ورش کی کایا پلٹ سکتی ہے - اور اس ملک کے تمام جھگڑے اور فسادات یکدم فرو ہو کر امن اور شانتی کا زمانہ قایم ہو سکتا ہے +

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور گورو گوبند سنگھ صاحب کے متعلق بنگال کے مشہور شاعر بندر ناتھ کی رائے

" گورو گوبند سنگھ جی نے سکھوں کی اس روحانی ایکتا کو بدلکر دنیاوی کامیابی کا ایک ذریعہ بنایا عارضی ضرورتوں کا خیال کر کے اس نے مذہبی فرقہ کی ترقی بند کر کے پولٹیکل میدان کیطرف رخ کیا - اور روحانی گوروکی گدی کو ختم کر کے اصلی شکتی کا راستہ ہی بند کر دیا - بابا نانک جی نے تو اپنی زندگی منش مار کیلئے آتمک مکتی کے پرچار کے ارپن کر دی - مگر سکھوں کے آخری گورو نے دہرم پرچار کے کام کو روک دیا - گورو گوبند سنگھ اس قسم کی آزادی کو مدنظر نہیں رکھتا تھا - جس کو گورو نانک سب چیزوں سے افضل خیال کرتا تھا - . . . .

. . . . اس سے ان کی وہ روحانی ترقی بند ہو گئی - جسکی ابتدا باوا نانک سے ہوئی تھی "

واقعی بنگال کے مشہور شاعر کی رائے بعنے خیز ہے اور پھر جبکہ ہم باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اور گورو گوبند سنگھ کی تعلیم کو ایک تعمق کی نگاہ سے دیکھیں - تو ان ہر دو گوروؤں کی متضاد رائیں نہایت آسانی سے

سامنے آجاتی ہیں - مثلاً یہاں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اپنے ایک شلوک میں یہ ارشاد فرماتے ہیں :-

تیسے حرف قرآندے تیسے سپارے کین
تس وچ پند نصیحتاں سن کر کرو یقین

ترجمہ :- قرآن شریف کے تیس حروف اور تیس ہی سپارے ہیں - یہ کتاب نکاۃ معرفت سے بھرپور ہے یہ تحقیقی امر ہے اس پر ایمان لاؤ "

وہاں دوسری طرف گورو گوبند سنگھ صاحب ارشاد فرماتے ہیں :-

پاہیں گئے جب کے تمرے کو آکھہ ترے نہیں انیو
رام رحیم پران قرآن اینک کہیں مت ایک نا مانیو

ترجمہ :- خواہ کوئی کتنا ہی زور کیوں نہ لگائے اگر ہندو پرانوں کی خوبیاں ظاہر کریں اور مسلمان قرآن قرآن شریف کی مگر تمنے کسی کی بات پر کان تک نہ دھرنا "

KHILAFAT LIBRARY

اب اس سے صاف ظاہر ہے ع
ببیں تفاوت راہ از کجا است تا بہ کجا " +

زندہ قوم کی زندگی کے آثار

مسیحی مشنریوں کو عیسائیت کی اشاعت کے لئے ایک دُھن لگی ہوئی ہے - جس ملک میں یہ جاتے ہیں وہاں یہ اس طرح طوفان میں چٹان ہو کر ڈٹتے ہیں کہ جب تک یہ اپنی دہن میں کامیاب نہ ہو جائیں - کیا مجال کہ ایک انچہ تو اپنی جگہ سے اِدہر اُدہر سرک جائیں - آج سے ایک عرصہ پہلے ملک کوریا میں کوئی عیسائیت کا نام بھی نہیں جانتا تھا - مگر چند دل چلے اور بہادر مسیحیوں نے کوریا میں جاکر انجیل کی ساٹھ لاکھ جلدیں مفت تقسیم کیں - اور اس کے علاوہ اپنے مت کی اشاعت کیلئے اور دیگر وسایل سے بھی کام لیتے رہے جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ دو ہی ہفتوں میں سات ہزار آدمیوں نے مسیح ہونے کی درخواستیں دیں - کیا ہمارے واعظین نے بھی کبھی اس طرح جانفشانی سے سردھڑ کی بازی لگا کر پیارے اسلام کی اشاعت میں حصہ لیا - کیا ہماری محترز

انجمنوں نے بھی اشاعت حقہ کے لئے مختلف ٹریکٹ غیر مذاہب والوں میں اس طرح مفت تقسیم کئے؟ یہ تو سیوا کا میوہ ہے۔ مسلمانوں اُٹھو۔ یہ سستی کا وقت نہیں بہت سو چکے اب تو سورج سر پہ آ گیا۔ دوسرے لوگ جب ایک انسان کو خدا بنا کر اس کی اشاعت میں اسطرح اپنی طاقت سے بڑھکر کام کر رہے ہیں۔ تو کیا پھر تم اس خالق کل شیئًا کی تقدیس کے لئے لوگوں کو دعوت حقہ کا پیغام نہیں دوگے؟

KHILAFAT LIBRARY

یاران مطلب کی نئی چال!

باغیٔ سماج نے ستیارتھ پرکاش میں جن لفظوں میں...... باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا ہے۔ وہ پریم رس بھرے الفاظ سکھوں کو کبھی نہیں بھولیں گے۔ اور پھر اس کے بعد لائل پور کے ایک پبلک جلسہ میں آریہ سماج کے مستند لیڈر نے جو سکھوں کو...... زادوں کا خطاب دیا تھا۔ اس لقب کو سکھ صاحبان کبھی فراموش نہیں کریں گے۔ مگر آریہ دوستوں کی ایک تازہ چال ان سب پچھلی چالوں پر فوقیت لیگئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آریہ سماج کیطرف سے ایک گورمکھی بہ پنجابی سورما نامی نیا ماہواری رسالہ شایع ہونا شروع ہؤا ہے۔ جو بھولے بھالے سکھوں کو پھنسانے کیلئے مہا جال کا کام دے رہا ہے۔ بہر حال خواہ کچھ ہی ہو آریہ دوستوں کی ہمت واقعی قابل ستایش ہے۔ دیکھیں سکھ صاحبان بھی اس پنجابی سورما کو ویل کم کہنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ یا نہیں؟

پٹیا پھاڑتے نکلیا چوہا

آریہ دوست جو ویدوں میں توحید ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی تک زور لگا رہے ہیں۔ اور دیکھا کہ وایو۔ اندر۔ اگنی۔ سوریہ وغیرہ کو خدا اور ایشور ثابت کرنا مشکل ہے۔ اگر ایک منتر میں ہم آگ اور ہوا کو خدا ثابت کرتے ہیں تو دوسرے منتر میں وہ معنے چسپاں نہیں ہوتے جس سے تمام پول کھل جاتا ہے۔ اس لئے مسافر آگرہ نے اپنے ۸- اپریل کے ایشو میں ویدوں سے توحید ثابت کرنے کے لئے عجیب گورکھہ دھندے سے کام لیا ہے۔ بہر حال وہ گورکھہ دھندہ جس سے مسافر آگرہ نے ویدوں سے توحید کو ثابت کرنا چاہا ہے:-

"علاوہ براں عالم کل ہونے سے اس نے علم حساب کی بہت سی ضرورتوں کو اس منتر میں حل کر دیا ہے

۲	۳	۴	۹
۵	۶	۷	۱۸
۸	۹	۱۰	۲۷
۱۵	۱۸	۲۱	

جب ہم ان ہندسوں کو جمع کرتے ہیں۔ تو حاصل جمع یہ ہوتے ہیں۔ ۱۵-۱۸ ۲۱-۲۷-۱۸-۹ سے اگر ۹ کم کرتے ہیں یا تین کم کرتے جاتے ہیں تو باقی شمار ہوگا پس اس سے ثابت ہؤا کہ ایشور ایک ہے"!

سبحان اللہ توحید ثابت کرنے کی کیسی بے نظیر مثال ہے؟...... اس سے ظاہر ہے کہ جو بیچارے جمع تفریق کا قاعدہ نہیں جانتے ان کو ویدک توحید کس طرح آ سکتی ہے۔ کیونکہ بغیر جمع و تفریق کے یہ گورکھہ دھندا کیسے حل ہو سکتا ہے۔ بہر حال یہ گورکھہ دھندا ۱-۳=۱ سے کم نہیں۔ اگر ویدوں میں خداوند تعالے کی ہستی کو ثابت کرنے کے لئے یہ گورکھہ دھندے کا حل ہی ہے۔ تو اس کے حق میں مجبورًا یہ کہنا پڑتا ہے۔ ؎

گر ہمیں مکتب وایں ملاں
کار طفلاں تمام خواہد شد

آریہ سماج میں دہارمک پرش کون ہیں؟

پروفیسر رامدیو جی نے گوروکل کانگڑی کے جلسہ پر اپنے لیکچر میں فرمایا کہ "ایک بڑا امیر ٹھیکیدار جو شراب کی دوکان کرتا ہے۔ اور ہزاروں منشوں کو پاپ کے گڑھے میں گرنے کی ترغیب دلاتا ہے۔ وہ اگر یہاں آجائے! اور آپ کے گوروکل کو کچھ چندہ دیدے تو آپ اُسے رائے صاحب کہکر اس کا ستکار کرتے ہیں۔ اسی طرح اگر آپکا نوکر بازار میں چار پیسے کی بجائے تین پیسے کی چیز لے آئے تو آپ اُسے جھوٹا کہتے ہیں اور گھر سے نکالدیکر لئے تیار ہوتے ہیں۔ لیکن وہ وکیل جنکی ساری کی ساری کمائی جھوٹ پر منحصر ہے۔ وہ آج سبھاؤں۔ اور سوسائٹیوں کے پردہان (میر مجلس) بنے ہوئے ہیں"

(لطف کی بات یہ کہ آریہ پرتی ندہبی سبھا کے میر مجلس بھی ایک وکیل مہاشہ ہی تھے۔ جو اس وقت سامعین میں موجود تھے "نور") اور ان سے کوئی شخص باز پرس نہیں کرتا۔ اب بتلائیے کہ غریبوں کے مطالبے کون سنے"

بے شک آریہ لیکچرار نے کہی تو پتے کی ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا پرتی ندہبی سبھا بھی اس کو ماننے کے لئے تیار ہے۔ یا نہیں؟

آریہ بہاشہ اور گورمکھی

آجکل آریہ دوست آریہ بہاشہ کے رواج دینے کیلئے اس قدر دیوانے ہو رہے ہیں کہ بیٹھتے اُٹھتے اور سوتے جاگتے انہیں یہی دُھن لگ رہی ہے کہ کسی نہ کسی طرح تمام ہندوستان کی زبان آریہ بہاشہ ہو جائے۔ اسکے بار گوروکل میں آریہ بہاشہ کی ترقی کے تجاویز سوچنے کیلئے گوروکل میں بڑے بڑے دور دراز سے لوگ آئے۔ اور بعض ان میں ایسے بھی تھے جنہیں آریہ سماج کے مذہبی اصولوں کیساتھ تو ذرا بھی مس نہ تھی۔ مگر آریہ بہاشا پرچار کی کمیٹی ان کے لئے خاص کشش رکھتی تھی۔ آریہ بہاشا کے پرچار کے جلسہ میں منجملہ اور تجاویز کے ایک یہ تجویز بھی نکالی گئی۔ کہ کسی نہ کسی طرح سکھوں میں آریہ بہاشا کا پرچار کیا جاوے۔ اور اس کے لئے پہلا قدم اس طرح اٹھایا جاوے۔ کہ سکھوں کو کہا جاوے کہ دسم گورو کی بانی کے علاوہ گرنتھ میں اور بھی بہت سے گوروؤں کے اقوال آریہ بہاشا میں ہیں"

خیر یہ امر تو سکھوں کے گرنتھ بتلائینگے کہ ان میں کہانتک آریہ بہاشا سے کام لیا گیا ہے۔ مگر جو اس وقت قابل غور سوال ہے وہ یہ ہے کہ اس وقت ۱۵- اخبار سکھوں کے گورمکھی میں شایع ہوتے ہیں۔ اس کے لئے سکھوں نے ڈاکخانوں میں گورمکھی کے لئے جگہ حاصل کر لی ہے۔ تو کیا اب سکھ صاحبان آریہ دوستوں کے جھانسوں میں آکر اس قدر ترقی حاصل کر کے اس عروج سے دست بردار

نوٹ:- اڈیٹر نور کی علالت کے باعث رسالہ احمدیہ گزٹ کا اجرا ابھی توقف ہو گیا ہے کیونکہ بیماری کی حالت میں ڈیکلریشن وغیرہ کے لئے گورداسپور جانا امر دشوار ہے پھر ایسے گرم موسم میں۔

KHILAFAT LIBRARY

ہونیکے لئے تیار ہوں گے - لاریب معاملہ ہم آدمیوں کے لئے یہ ایک غور طلب سوال ہے ٭

ویدوں میں گوشت خوری

مہاشہ جگموہن ور ما نے

گورو کل کانگڑی کے جلسہ پر اپنے لیکچر میں کہا کہ - ویدوں میں سینکڑوں منتر ہیں جنسے یگیوں میں پشوؤں کی قربانی کا عام رواج ہو گیا - مثال کے لئے رگوید منڈل دس سکت ۱۰۶ اس طرح سوکت ۴۶-۴۳-۷۳- اور ۲۱ بھی قابل غور ہیں - بڑے بڑے یگوں میں مانس کا سیوں (گوشت خوری) کیا جانا - گئو (گھٹنا سے موکش (نجات) تک کا ملنا لکھا ہے غرضیکہ کوئی بھی ایسا یگ نہ ہوتا تھا جسمیں پشو (حیوان) بدھ (ذبح) نہ کیا جاتا تھا "

اگر کسی مسلمان کی زبان سے یہ کلمات نکلے ہوتے تو ہمارے آریہ دوست آسمان سر پر اٹھا لیتے - مگر دیکھیں اب مہاشا جگموہن ورما گھر کے بھیدی کے ساتھ آریہ دوست کیا سلوک کریں گے - ان منتروں کو ویدوں سے نکالیں گے یا مہاشہ جگموہن کو جھوٹا کہیں گے ؟

بیشک قربانی ہے تو یہ ہے !

ہم باوجود آریہ دوستوں سے مذہبی اختلاف آراء رکھتے ہوئے بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے - کہ ان میں بھی اور حقیقی قربانی کی روح ضرور پائی جاتی ہے - مہاتما منشی رام مکھ ادھشٹا تا گورو کل کانگڑی جنہوں نے اپنی آٹھ نو سو روپیہ کی آمدنی پر لات مار کر اپنے مذہبی انسٹی ٹیوشن کی مفت اور بغیر کسی قسم کے معاوضہ کے خدمت کرنیکو اپنا فرض اولے سمجھا - اور اپنے اخبار ستیہ دھرم پرچارک جو پہلے اردو میں تھا - اور جس کی اشاعت ہزاروں تک پہونچی ہوئی تھی - مگر محض ہندی پرچار کی غرض سے اس اخبار کو اردو سے یکدم ہندی میں کیا گیا - جس سے اس کی ہزاروں کی خریداری گر کر سینکڑوں تک آرہی - غرضیکہ وہ اپنے دھرم کی خاطر دنیا کی ہر قسم کی جاہ و حشمت کو تلانجلی دیکر گورو کل کے ہو گئے - ابکی بار آپ نے گورو کل کے سالانہ جلسہ پر اپنی عظیم الشان کوٹھی جو جالندھر میں ہے اور اندازہ لگایا جاتا ہے کہ وہ کوٹھی چالیس ہزار سے کسی صورت میں بھی کم نہیں ہوگی کو مفت گورو کل کے نذر کر دیا - حالانکہ منشی رام جی مقروض ہیں -

کیا مسلمانوں میں بھی قربانی کی کوئی

ایسی مثال ہے - اگر ہے بھی تو انہوں نے قربانی کے لفظ کے نام کو ہی بدنام کر رکھا ہے - غالباً انہوں نے قربانی سے یہ مطلب اخذ کیا ہے کہ جس طرح ہندو کسی بکرے یا بیل کو دیوی یا کسی اور دیوتا کے نام پر قربان کر کے چھوڑ دیتے ہیں - تو اس وقت وہ قربان شدہ جانور بالکل آزاد ہوتا ہے - جتنا دل چاہے کھلم کھلا کھائے پئے مزے کرے - چاہے کسی کی کھیتی کو اجاڑ دے - مگر کیا مجال کہ کوئی اُسے اُف تک تو کہے - کیونکہ وہ دیوی ماتا کا سانڈ ہے اور اس کے لئے سب کچھ معاف -

مسلمانو ان مہاپرشوں سے قربانی کا سبق سیکھو - جن لوگوں کو تم دال خور سود خور وغیرہ کہتے ہو - دیکھو وہ کس طرح دنیاوی جاہ و حشمت پر لات مار کر اپنے دھرم کی خدمت کے لئے کمربستہ ہو گئے ہیں - ہمت کرو سستی کو چھوڑ دو - سچی قربانی کا سبق سیکھو ورنہ یہ شعر پڑھ کر ہاتھ ملنے اور سر دھننا پڑے گا ؎

یاران تیز گام نے محمل کو جا لیا
ہم محو نالۂ جرس کارواں رہے

اُردو اور آریہ بھاشا کا جھگڑا

۱۵- بساکھ کے آریہ گزٹ میں مہاشہ اندرسین آریہ وکیل نے ایک آٹھ کالمز کا طویل مضمون لکھا ہے - کہ ہندوستان کی زبان بجائے اُردو کے آریہ بھاشا ہونی چاہیئے - کیونکہ ڈر (ڈاکٹر) مہاجن یعنے تاجر لوگ بھی اپنی بہی کھاتہ میں اس زبان کا استعمال کرتے ہیں - اس کے اکھشر یعنے لفظ مکمل ہیں وغیرہ وغیرہ "

مگر مہاشہ جیکو یہ معلوم نہیں کہ اگر ہندو تاجر اس بھاشہ کے اکھشروں کو استعمال کرتے ہیں تو وہ بحیثیت ایک ہندو ہونیکے نہ کہ بقول آپ کے اس زبان کے مکمل الفاظ کی خوبصورتی پر گرویدہ ہو کر جو ان الفاظ کی تکمیل کی خوبی ہے وہ تو ظاہر ہی ہے - ہمارے عمر اس وقت کوئی نو دس سال کی ہوگی کہ ہمارے ہاں ایک برہمن نے کچھ روپیہ کی کھل (یعنی کھلی) کسی مسلمان کو ادھار دی جب کچھ ماہ گذر نے کے بعد وہ تحریر کسی ہندی دان سے پڑھائی گئی - تو اس نے یہ پڑھا کہ پنڈت ہر گوپال نے مولا بخش نوں بیس روپے دی کھل (چمڑہ) دتی - سبحان اللہ کیسے مکمل زبان ہے - اور پھر اس پر یہ دعویٰ کہ یہ سارے ہندوستان کی زبان ہونی چاہیئے -

اسی طرح ایک اور واقعہ ہے کہ ایک کھتری نے یکصد روپیہ کا گڑ بیچا - کیونکہ ہندی میں ٹاٹڑا اور ننا کی شکل و مشابہت بہت کچھ ملتی جلتی ہے - اور پھر جلدی میں لکھا ہوا تو ہو بہو ٹاٹڑا کا ننا اور ننا کا ٹاٹڑا بن جاتا ہے - جب کچھ عرصہ کے بعد وہ تحریر کسی دوسرے آدمی سے پڑھائی گئی تو اس نے یوں پڑھا کہ لالہ پولو مل نے اک سو روپے دا گوں (براز) بیچا - افسوس پھر اس پر یہ دعوےٰ کہ تمام ہندوستان کے لئے ہندی اکھشر اور ہندی زبان ہونی چاہیئے - حلوہ خوردن را روے باید -

خالصہ سیوک کا سیوک بھاؤ

آپ نے جو ۲۰ مئی کے خالصہ سیوک میں یہ ظاہر کیا ہے کہ بھائی لال سنگھ گیانی نے ۵۰۰ روپیہ انعام اس شخص کیلئے رکھا ہوا ہے - جو بابا نانک کو مسلمان ثابت کرے اور اس انعام کے حاصل کرنیکے لئے - آج تک کسی کو جرأت نہیں پڑی " بہتر ہوتا کہ اس امر کی بابت اگر اور نہیں تو آپ سنگھ سبھا قادیان کے سکرٹری سے ہی دریافت کر لیتے اگر اس میں بھی آپ کچھ تکلیف سمجھتے تو ۱۵- اپریل کے نور کا ۱۰ صفحہ ہی ملاحظہ فرما لیتے - تاکہ آپ کو معلوم ہو جاتا کہ اصلیت کیا ہے - ہمنے پہلے سنگھ سبھا قادیان کے سالانہ جلسہ میں وقت مانگا - جس کا جواب ہمیں قطعی نفی میں دیا گیا - پھر بازار میں جلسہ کر کے کم از کم سات آٹھ دفعہ بھائی لال سنگھ جی کی خدمت میں پیغام بھیجا گیا - مگر بھائی صاحب تشریف نہ لائے اور نہ آ سکے ہم تو اب بھی حاضر ہیں - افسوس کہ ایڈیٹر خالصہ سیوک نے اس امر کی بابت بلا تحقیق سکھاں ستاہی کا کام کیا ہے ورنہ اگر وہ ذرا بھی غور فرماتے تو نہایت آسانی سے انہیں اس معاملہ کی اصلیت معلوم ہو جاتی -

KHILAFAT LIBRARY

آوگرنتھ کی شرح

نمبر ۵

ਚੁਪੈ ਚੁਪ ਨ ਹੋਵਈ ਜੇ
ਲਾਇ ਰਹਾ ਲਿਵ ਤਾਰ

چپے چپ نہ ہوئی جے لائے رہاں لو تار

"یعنی خاموش رہنے سے خاموشی نہیں ہوسکتی - خواہ کتنا ہی مستغرق رہیں"

شرح :- یعنے ظاہری خاموشی سے جیسا کہ اکثر فقرائے ہندسن مُن اور موہن دہاری ہونیکو ہی عبادت خیال کرتے ہیں - اس ظاہری خاموشی سے انسان کو دل کی خاموشی میسر نہیں آسکتی - حقیقی خاموشی تو تب ہی حاصل ہوسکتی ہے جبکہ دل حقیقی ہادی اور رہنما کی نظر تلطف سے انسان کے دل سے لذات محسوسات اور ناواجب خواہشات کا خیال اُٹھ جائے - اور من دنیا کے عیش سے ہٹ جائے - مگر برخلاف اس کے جب من دنیا کے خواہشات کے جال میں پھنسا ہوا ہے - تو خالی زبان کی خاموشی سے کیا حاصل :-

پس انسان کے لئے واجب ہے کہ وہ ان عارضی خواہشات اور محسوسات کے بندہنوں سے مُنہ پھیر کر خاموشی اختیار کرے - جب تک دنیاوی لذات اور خواہشات کی بھیروں انسان کے دلمیں کود رہی ہے - تب تک خالی چپ گڑپ ہونے سے کیا حاصل - دوسرے اسکے یہ معنے بھی ہوسکتے ہیں کہ انسان جو قدرت خداوندی کے معلوم کرنے اور قرب حاصل کرنے کے لئے خواہش کرتا ہے - تو وہ خواہش زبان کے خاموش ہونے سے دور نہیں ہوسکتی جیسے انسان کی تسلی و تشفی نہیں ہوتی -

مگر پہلے معنے مناسب اور موزون معلوم ہوتے ہیں - کیونکہ جس زمانہ میں باواجی پیدا ہوئے تھے - اس وقت ہندو فقیروں کا ایک فرقہ کثرت سے بڑے بڑے شہروں اور تیرتھوں میں پایا جاتا تھا - جو بولتے چالتے کچھ نہ تھے - اور ہروقت گونگوں کیطرح رہتے تھے - اور اگر کوئی بلائے بہی تو بھی وہ لوگ نا بولتے تھے اور ہندو لوگ اس فرقہ کو مُوھن دھاری کہتے تھے - اور عوام الناس کے نزدیک جو سادہو خاموشی اختیار کرتا تہا - وہ اول درجہ کا پارسا اور پرہیزگار شمار کیا جاتا تہا - خواہ اندر سے اس کے دل میں کتنا ہی دجل اور کپٹ کیوں نہ بھرا ہوا ہو - سو باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نے اس جگہ ان پاکھنڈی سادہوؤں کو حقیقی خاموشی جس سے شانتی حاصل ہوسکتی ہے کا راستہ بتلایا ہے - اور پھر قرآن شریف بھی ایسا ہی گیان دیتا ہے - قرآن شریف کہتا ہے - کہ جب تک دل کی صفائی نہیں بیرونی ٹیپ ٹاپ سے کچھ حاصل نہیں خدا تعالےٰ فرماتا ہے الا بذکر اللہ تطمئن القلوب (سورہ رعد) یعنے اطمینان قلب خاموشی سے نہیں بلکہ اللہ تعالےٰ کا ذکر کرنیسے حاصل ہوتا ہے پھر فرماتا ہے - ولا تجہر بصلوتک ولا تخافت بہا وابتغ بین ذٰلک سبیلا ؀ کہ جب نماز میں خدا تعالےٰ کو یاد کرو تو نہ آواز کو بہت اونچا کرو (جیسا کہ عیسائی گرجوں میں شور مچاتے ہیں) اور نہ بالکل دلمیں دبی ہوئی آواز کے ساتھ - بلکہ درمیانی راہ اختیار کرو - (بنی اسرائیل رکوع ۱۲) پھر حرص وہوا کی نسبت فرماتا ہے ومن یوق شح نفسہ فاولٰئک ہم المفلحون (الحشر و تغابن ۲) اور جو شخص اپنے نفس کی حرص سے بچائے جاویں وہی بامراد ہوتے ہیں -

پھر آگے باوا صاحب فرماتے ہیں -

ਭੁਖਿਆ ਭੁਖ ਨ ਉਤਰੀ ਜੇ
ਬੰਨਾ ਪੁਰੀਆ ਭਾਰ

بھوکھیاں بھکھ نہ اتری جے نیاں پریاں بھار

ترجمہ :- بھوکوں کی بھوک رفع نہیں ہوتی خواہ انبار در انبار نعمت جمع کریں"

شرح :- یعنے خواہ انبار در انبار نعمت واسباب بھی جمع ہوں - مگر دنیاداروں کی بہوک یعنے خواہش کبھی دور نہیں ہوسکتی - ایک نعمت کے حاصل ہونے سے دوسری نعمت کی خواہش - اور دوسری نعمت کے ملنے پر تیسری نعمت کی آرزو پیدا ہوتی ہے ؎

دیدہ اہل طمع بہ نعمت و دُنیا
پُر نشود ہمچناں کہ چاہ بہ شبنم -

بعض لوگ اس کے یہ معنے بہی کرتے ہیں - کہ معرفت الہی کی بہوک بہوک کے رہنے اور برت وغیرہ کے رکھنے سے دور نہیں ہوتی -

مگر پہلے معنے نہایت ہی موزون اور مناسب معلوم ہوتے ہیں - کیونکہ "بھکیاں بھکھ نہ اتری جے نیال پریاں بہار" یعنے بہوکوں کی بھوک کبھی دور نہیں ہوسکتی خواہ انبار در انبار جمع کئے جاویں - کیونکہ ایک آرزو کے پورے ہونیسے پھر دوسری آرزو کی فکر دامنگیر ہو گی - حقیقی شانتی اور تسلی تو تبھی حاصل ہوسکتی ہے جب دل اس دنیاوی حرص وہوا سے پاک ہوجاوے - قرآن شریف جا بجا دنیا کی حرص کی مذمت کرتا ہے - ایک آیت بطور نمونہ کے بیاں درج کی جاتی ہے - من کان یرید الحیوٰۃ الدنیا وزینتہا نوف الیہم اعمالہم فیہا وہم فیہا لا یبخسون ○ اولٰئک الذین لیس لہم فی الاخرۃ الا النار ○ جو شخص اس ورلی زندگی اور اس کی زیب و زینت کو چاہتا ہے تو ہم ان کے کاموں کا بدل دنیا میں ہی ان کو پورا بھر دیں گے - اور وہ دنیا میں گھاٹا نہ کہائیں گے - لیکن آخرت میں اُن کے لئے آگ کے سوا اور کچھ نہیں"

پھر باوا نانک صاحب فرماتے ہیں -

ਸਹਸ ਸਿਆਣਪਾ ਲਖ ਹੋਹਿ ਤ
ਇਕ ਨ ਚਲੈ ਨਾਲਿ

"سہنس سیانیاں لکھ ہوئیہہ تہ اک نہ چلّے نال"

ترجمہ :- ہزاروں دانائیاں لاکھ ہوا کریں - مگر اُن میں سے ایک کی بہی پیش نہیں چلتی"

شرح :- خواہ ہزاروں و لاکھوں دانائیاں انسان میں ہوں - مگر اُن میں سے ایک بھی کارگر نہیں ہوسکتی یعنے اگر انسان چاہے کہ میں دانائی اور عقل کے ذریعہ سے اس خداوند برتر کی معرفت کو حاصل کروں تو سراسر محال ہے - انسان اپنی شیخی اور عقل کے گھوڑے کیوں نہ

دوڑ لئے۔ہاں! اس کا فضل وکرم شامل حال ہو۔ تو انسان اس کے بھیدوں کو پاسکتا ہے۔ ورنہ جو لوگ اپنی عقل اور دانائی کے ذریعہ خدا کے بھیدوں کو معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ وہ لبا اوقات ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔ کیونکہ انسان ادراک جو محدود ہیں۔ وہ خداوند تعالےٰ کے بھیدوں کو جو لا یدرک ہیں کیسے پاسکتے ہیں۔ محیط کبھی محاط کے رازوں کو نہیں جان سکتا۔ وہ لوگ جنہوں نے اپنی عقل اور حکمت کے ذریعہ اس ورا لوارا تک پہنچنا چاہا وہ ایسے بھٹکے کہ آخر کار انہیں دہریت کے تنگ اور بدبودار کھائی میں گرنا پڑا۔ قرآن شریف میں بھی لکھا ہے کہ:۔

ولا یحیطون بشیءٍ من علمہٖ الا بما شاء

لوگ اللہ تعالےٰ کے علم میں سے کسی چیز کو نہیں جانتے مگر جتنا اللہ تعالےٰ چاہے بتلا دے"

پھر آگے چلکر معرفت حق کا طالب سوال کرتا ہے:۔

ਕਿਵ ਸਚਿਆਰਾ ਹੋਈਐ
ਕਿਵ ਕੂੜੈ ਤੁਟੈ ਪਾਲਿ

"کو سچیاراں ہوئے کو کوڑے تٹے پال"

ترجمہ:۔ کس طور سے صادق بن سکتے ہیں اور کس طریق سے جہل کا پردہ دور ہو سکتا ہے"

شرح:۔ یعنے جبکہ فکر وخاموشی ریاضت ودانائی کے ذریعہ سے انسان صداقت و معرفت حق حاصل نہیں کرسکتا۔ تو پھر اس کے ملاپ اور حصول کی اور کونسی راہ ہوسکتی ہے"

اس سوال کا جواب گورو نانک دیوجی اس طرح سے دیتے ہیں:۔

ਹੁਕਮਿ ਰਜਾਈ ਚਲਣਾ
ਨਾਨਕ ਲਿਖਿਆ ਨਾਲਿ

"حکم رضا میں چلنا نانک لکھیا نال"

ترجمہ:۔ خداوند تعالےٰ کے حکم اور رضا پر چلنے سے صراط مستقیم ملتا ہے"

شرح اگر انسان پرمیشور کے حکم پر چلیگا اور رضا و تسلیم کو اختیار کرے گا۔ تو مرتبہ صدق یقین حاصل کریگا۔ اور حقیقت اور معرفت کے رموز سے واقف ہوگا۔ پھر باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کہ ساتھ لکھنے سے یہاں مراد ہے۔ کہ طالب حق کی گواہی کے لئے یہ جواب ہم نے اس کے سوال کے ساتھ ہی لکھدیا ہے۔ یا یہ کہ حکم خدا میں چلنا مقدر ہے۔ یعنے انسان بغیر حکم خداوند اس کے حکم میں بھی نہیں چل سکتا۔ پس اعمال صالحہ کا ہونا ضروری ہے۔ تاکہ یہ درجہ انسان کو حاصل ہو۔

راستی موجب رضائے خدا ست
کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست

گورو جی نے یہاں ہدایت فرمائی ہے کہ انسان کو خداوند تعالےٰ کے حکم پر چلنا چاہیئے"

KHILAFAT LIBRARY

نوٹوں ہیں خواہ مخواہ

کچھ عرصہ سے سماجی دوستوں کی چالیں اور ملمع سازیاں دائرہ حد سے تجاوز کررہی ہیں سوامی دیانند نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ جیسے صوفی منش انسان کے لئے۔ مکار شہرت پسند۔ ان پڑھ وغیرہ جیسے۔ مکروہ اور حقارت آمیز الفاظ لکھکر سکھوں جیسی امن پسند قوم کے دلوں کو پارہ پارہ کیا۔ پھر آریہ سماج کے ایک بڑے بھرے جلسے میں ایک پرسدہ آریہ لیڈر نے سکھوں کو............ زادے کے نام سے پکار کر ان کے زخم پر نمک چھڑکا۔ پھر اس کے بعد حال ہی میں پرتی ندہی سبھا کے آرگن مساوات جالندھر نے سکھوں کے اکثر صوفی سبھاؤ گوروں کو ڈاکو۔ چور۔ لٹیرے۔ خودغرض کے مکروہ ناموں سے یاد کرکے سکھوں کے اس زخم پر سرخ پسی ہوئی مرچوں کا پھایا لگایا۔ جبکی سوزش سے کل کے کل سکھ چلا اٹھے۔ آہ! پھر اور لیجیئے۔ خاص جالندھر میں بعض گمراہ سکھوں کے کیسوں کو اس سماجی ٹولہ نے برسر بازار نیلام کرکے اس زخم کو زہر سے بجھی ہوئی نشتر سے چیر نا پھاڑنا شروع کردیا۔

اب ان حضرات نے مسلمانوں سے چھیڑ چھاڑ شروع کی ہے۔ اور اس طرح سکھوں کو جو ان کی لااوبالیوں اور گمراہ چالوں سے دق ہو رہے تھے۔ انہیں دیکھ دیکر اب پھر اُن پر مخول اڑانا شروع کردیا ہے۔ چنانچہ کسی امرناتھ شرما نامی نے اخویم مکرم ماسٹر عبدالرحمٰن صاحب کو نوٹس دیا ہے کہ جو تم نے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے چولہ کی تصویر اپنی تصنیف میں دی ہے۔ یہ جھوٹ ہے۔ ہم تمہیر استغاثہ کریں گے"

مگر کیا امرناتھ شرما کو عدالت میں آنیکی جراءت ہوگی۔

کل کے آتے آتے آج ہی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں۔ تاکہ معلوم ہوجائے کہ ان کے آبا واجداد نے جگن ناتھ۔ اور کاشی۔ اور ہندرابن وغیرہ تیرتھوں پر باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اور پھر اس کے پانچویں جانشین گورو ارجن دیوجی مہاراج کے ساتھ چندو لال کھتری نے کیسی بے رحمی اور سنگدلی کا برتاؤ روا رکھا چندو لال نے جو اذیتیں گورو ارجن دیو کو پہنچائیں وہ ایسی ہیں کہ آج بھی اگر کوئی مردہ سے مردہ دل والا انسان بھی اسکا بیان پڑھے۔ تو اس کے ٹھنڈے بلکہ منجمد خون میں بھی ضرور حرارت پیدا ہو جائیگی۔ پھر اس کے علاوہ گورو گوبند سنگھ کے گھر والوں کے ساتھ جو سلوک ان کے سنگدل برہمن نے کیا وہ آج بھی سنگدل کو موم کرنے کے لئے کافی ہے۔ ہم خوش ہیں۔ کہ اگر اس شرما صاحب میں کچھ شرم ہے تو یہ ضرور ہی عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیگے۔ تاکہ معلوم ہوجائے کہ یہ سکھوں کے دشمن نما دوست کس پانی میں ہیں۔ باوا نانک جیسے کے ساتھ بچپن میں اگر کسی شخص کو حد سے زیادہ انس اور محبت تھی تو وہ رائے بلار نامی مسلمان شخص تھا۔ اسی طرح بڑے بزرگ سید احمد حمزہ داؤد۔ شیخ داؤد سید حامد گنج۔ پیر شیخ احمد غلام اللہ۔ شیخ شمس الدین و جلال الدین۔ و شاہ حسین۔ و شیخ عبدالقدوس۔ اور

و شیخ محمد صادق و شیخ شمس الدین و سید یعقوب جلال الدین سے باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا گہرا پریم رہا۔

اس کے بعد پانچویں گرو حضرت میاں میر صاحب سے حد سے زیادہ عقیدت رکھتے تھے۔ہم سکھوں کے اور سکھ ہمارے۔ پھر کسی ورماشرما کا کیا حق ہے کہ وہ خواہ مخواہ کا دخل در معقولات دے۔"

ایک دوست کا خواب

۱۶۔اپریل ۱۹۱۱ء

کو بندہ نے خواب دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بیٹھے ہیں۔ لباس عمدہ ہے اور آپ کے ساتھ پانچ چھ آدمی ہیں۔ آپ نے مجھے فرمایا کہ میری پیری پوری پوری کرنی چاہیئے۔ بندہ نے عرض کیا کہ میں تو دست بستہ حاضر ہوں یعنے ہر ایک کام کو عمل کرنیکو طیار ہوں آپ نے فرمایا کہ میرا اصل پیرو وہ شخص ہے کہ اگر کوئی چوہڑا مسلمان ہو کر احمدی جماعت میں ملجاوے۔ تو اس کے ساتھ دیگر احمدی رشتہ داری کریں۔ پھر فرمایا کہ نیک صحبت اختیار کرو۔ وہاں ایک ہندو بھی معلوم ہوا۔ اس نے کہا کہ یہ بات ہماری کتابوں میں بھی لکھی ہے۔ ہمارا فلاں بیٹا فلاں کی صحبت سے روشن ہو گیا تھا۔ اس کا چہرہ سورج کیطرح ہوا۔ پھر فرمایا کہ علاقہ پہاڑ پٹھان کوٹ کوئی بشر اور ہے وہاں تبلیغ وعظ کی۔ مگر اچھی طرح نہ کی۔ ایک دفعہ بندہ کو آگے خواب میں فرمایا تھا کہ میری پیروی پوری پوری کرو۔

اسمٰعیل خان نمبردار احمدی موضع بگول ضلع گورداسپور

بیل نہ کودا کودی گائے

ستیارتھ پرکاش۔ جیسے ولی سنت کا رد یدہی رگوید ہو مکا وغیرہ سے جو ایڈیٹر نور نے آریہ دھرم کا فوٹو اتار کر پبلک کے سامنے پیش کیا ہے۔ اس کو پڑھکر لا کر پرکاش مارکہ بر خاش کے تلملا اٹھا ہے۔ اور مارے گھبراہٹ کے اسکے اٹل اور اُمٹ اور مستند واقعات کی جس سے آریہ دھرم کا چہرہ دکھایا گیا ہے۔ معقولیت اور دلائل سے ان واقعات کی تردید سے قطعی بہانچ کہا کر یہ کہنا شروع کر دیا ہے۔ کہ ایڈیٹر نور سنسکرت سے محض ناواقف ہے یہی وجہ ہے "مگر اس ودوان اور فاضل کو پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر یہ دیکھنا چاہیئے تھا کہ اگر ایڈیٹر نور اس مردہ زبان کو نہیں جانتا تو بھاشہ پرکاش کو نسا شاستر کا اور مہامیو پادھیا ہے جسے اور نو اور ناگری جیسی آسان اکھشر جو آدمی چار گھنٹے میں سیکھ سکتا ہو اس میں اپنے دستخط تک نہیں کر سکتا۔ اور پھر اس پر دوسروں کے منہ آنا یہ پرکاش جیسے ہمہ دان ایڈیٹر کا ہی کام ہے

ہمارا فرض اولیٰ

اور یہ امر میں اللہ تعالےٰ کے فضل سے ظاہر کرتا ہوں۔ کہ نور کی تحریروں نے خالصہ صاحبان میں خاص ہلچل مچادی ہے۔ اور وہ موجودہ سکھ ازم کے عقاید اور اصولوں کو ایک شکی نگاہ سے دیکھنے لگ پڑ گئے ہیں اور وہ اس ٹوہ میں ہیں کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے حقیقی عقاید اور اصلی "تت" کا پتہ لگایا جاوے۔ اب وقت ہے کہ ہم سکھوں میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے شلوک اور اقوال گورمکھی اور اردو لٹریچر میں اندھا دھند پھیلا دیں۔ مجھے اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسبات کا قطعی یقین ہے کہ گرنتھ صاحب میں باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے بہت سے ایسے شلوک اور اقوال موجود ہیں جو روز روشن کیطرح باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام کو ظاہر کرتے ہیں۔ اور ان پر شک لانا دن کو رات کہنا ہے۔ اور ساتھ ہی اس کے ہمیں اسبات کی بھی قوی امید ہے کہ جب یہ اقوال اور شلوک سکھوں کے سامنے رکھے جائیں گے۔ تو فہیم اور حق شناس سکھ ضرور جہان لبیک کہنے کیلئے طیار ہو جائیں گے:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ بانی سکھ دھرم باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ پکے مومن تھے۔۔۔۔۔۔ بلکہ آخری دم تک ان کے دل میں یہ یہ تڑپ رہی کہ کل دنیا کو شربت وحدۃ سے سرشار کر کے ان کے لئے ابدی شانتی اور دائمی مکتی کا دروازہ کھولا جاوے۔ کیا باوا نانک جی کا جنم ساکھی کا وہ پیارا شبد بھول جائیگا جس میں آپ فرماتے ہیں۔

"چاروں کونٹ سلام ہوتا آوے آرام"

یعنے مجھے تبھی آرام آسکتا ہے۔ اگر شمال مشرق جنوب مغرب غرضیکہ چاروں اطراف میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ گونجے وہ کام کر کے چلا گیا۔ اس بے نظیر کام کیا کہ سکھوں کو ہندوؤں سے الگ تھلگ کر دیا۔ مگر باوا نانک جی کے "واک" کا پورا کرنا ہمارا فرض ہے اور خصوصًا نو مسلم سکھوں کا۔ اکیلا دو گیارہ ململ پانچوں کیجو کاج۔ جیتے ہارے آپسے نہ لاج۔ یہ داناؤں کا قول ہے۔ میرا کام ہے کہ میں سکھوں کے لٹریچر یا باوا نانک جی کس مذہب کے پیرو تھے

کے اقوال کو الگ چھانٹ کر کے پبلک پر دکھلا دوں کہ باوا نانک جی

کیونکہ اللہ تعالےٰ نے مجھے یہ استعداد دی ہے مگر ہمارے مسلمان بھائیوں کا یہ کام ہے کہ اس میں ہماری ہر طرح مدد کریں۔ اگرچہ جنم ساکھی کے متعلق بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مگر بعض سکھ ایک یا دوسری وجہ سے جنم ساکھی کو وہ درجہ دینے کے لئے طیار نہیں جو گرنتھ اور سری گورو خالصہ تاریخ کی عزت ان کے دلوں میں ہے اب میرے دل میں یہ تڑپ ہے کہ ایک کتاب خالص گرنتھ اور تواریخ خالصہ سے بنا کے سکھ بھائیوں پر اتمام حجت کی جائے اس کے لئے ضرورت ہے۔ گرنتھ کی شرح مصنفہ میکالف صاحب کیونکہ سکھ صاحبان میکالف صاحب کی شرح کو نقش فی الحجر سمجھتے ہیں اور تاریخ گورو خالصہ مصنفہ بھائی گیان سنگھ گیانی کو بھی نہایت معتبر جانتے ہیں۔ ان دونوں مکمل کتابوں کی قیمت زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ سو یا حد دو سو ہو گی اگر یہ کتابیں مہیا ہو جائیں تو ان سے جو کتاب طیار کی جائے گی۔ وہ سکھ صاحبان میں مفت تقسیم ہو گی کیا کوئی خدا کا پیارا ہے کہ جو اس طرف قدم اٹھائے۔ پیارو تم آجکل اللہ تعالےٰ کو اور کسی بات سے خوش نہیں کر سکتے۔ مگر اس کے دین کی

KHILAFAT LIBRARY

اشاعت سے سوا اپنے دلوں کو دینی ہمدردی کیلئے جوش میں لاؤ۔ کیونکہ یہی جوش دکھلانے کے دن ہیں۔ سو جاگو اٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ۔ اور دین کی ہمدردی کیلئے وہ قدم اُٹھاؤ۔ کہ فرشتے بھی آسمان پر جزاکم اللہ کہہ اٹھیں سکھ صاحبان ہندوؤں سے الگ ہو کر اسلام کے دروازے پر آ کھڑے ہیں کیا آپ لوگ ان کیلئے دروازہ نہیں کھولیں گے ؟ ۔

کیا باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ ہندو تھے؟

اس وقت ایڈیٹر نور بعارضہ تپ چارپائی پر لیٹا ہوا تھا اور ساتھ ہی اس کے جلاب بھی لے رکھا تھا۔ گویا کہ اس وقت میں قطعی طور سے اس قابل نہ تھا۔ کہ کوئی تحریری کام کرسکتا۔ مگر ایسے نازک وقت میں پرکاش میری نظر سے گذرا۔ جسکا لیڈنگ آرٹیکل جو جہ ۔۔ کہ ہے یہ تھا کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ نعوذ باللہ ہندو ہیں۔ اور جب مسلمان خصوصاً احمدیوں کیطرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ باوا نانک مسلمان تھے تو ہمارا یعنی میاں پرکاش کا دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ مگر کیا میاں پرکاش کا دل ستیارتھ ....میں اپنے بانی پنڈت دیانند کے یہ الفاظ پڑھکر کہ باوا نانک ان پڑھ تھا۔ خواہ مخواہ پڑھے ہوؤں میں ٹانگ اڑاتا تھا۔ فریبی تھا۔ اور پھر اس کے بعد جب لائل پور میں آریہ سماج کے ایک پرسدہ لیڈر نے سکھوں کو... .... زادے کے مکروہ...... اور الفاظ سے مخاطب کیا۔ اس وقت اس ہمدرد کی رگ ہمیت جوش میں نہ آئی اور پھر اس کے بعد جب جالندھر میں آریوں کے جلسہ پر سکھوں کے کیس کٹوا کر برسرعام نیلام کئے گئے اس وقت اس دردمند کا دل نہ پگلا اور پھر ساتھ ہی اس کے حال ہی میں سیالکوٹ کے آریہ سماج کے جلسہ میں ایک پرسدہ آریہ نے باوا نانک جیسے مہاپرش اور مہاتما پر نہایت ہی مکروہ اور گندہ اور سخت گندہ الزام لگایا۔ اس وقت اس دشمن نما دوست کے دل میں درد پیدا نہ ہوا۔ اور پھر جبکہ مسلمانوں نے باوا نانک جیکو ایک راستباز خدا کا پیارا اور برگزیدہ انسان ظاہر کرنا شروع کیا تو میاں پرکاش کے پیٹ میں کیوں درد پیدا ہونے لگا۔ یہ واقعات ہیں جس نے ہمیں اس بیماری اور ناتوانی کی حالت میں بھی ہمارے سرد خون میں ایک تنومند آدمی کیطرح حرارت پیدا کردی اور ہم نے اس کے ازالہ کو اپنی صحت اور اپنی جان سے مقدم سمجھا۔ ہم گورمکھی اکھشروں میں ایک کتاب لکھ رہے ہیں جو امید کہ انشاء اللہ تعالےٰ بہت جلد شایع ہو جائیگی جس سے سکھوں کا بچہ بوڑھا جوان اور عورتیں تک اس بات کو کما حقہ محسوس کرینگی کہ باوا نانک جی ہندو تھے یا مسلمان ؟ اور امید ہے کہ اُردو میں بھی وہ کتاب شایع کی جائیگی تاکہ اردو پبلک بھی اس سے مستفیض ہو سکے آجکل جیسی میٹھی چھری آریہ لوگ سکھوں پر چلا رہے ہیں شکر ہے کہ سکھ صاحبان بھی اس کے ازالہ سے خاموش نہیں مگر مشکل امر یہ ہے :۔ کہ سکھوں کے جسقدر اخبارات ہیں وہ سب کے سب گورمکھی میں ہیں۔ اس لئے سکھ پریس کی آواز ایک خاص حلقہ کے اندر ہی محدود رہتی ہے۔ جس سے ہندو پریس اور سکھ پریس کو کما حقہ تبادلہ خیالات کا موقعہ نہیں ملا۔ اور ہندو پریس تو اس بحث میں ایسی دلچسپی لے رہا ہے گویا اس کی حیات کا یہی ایک مسئلہ ہے کہ وہ سکھوں کو ہندو بنا چھوڑے۔ ہم اس بات کے دوکھی نہیں کہ ہندو (آریہ) پریس نے اس ناگوار بحث کو اتنی طول املی کیوں دے رکھی ہے۔ ہم خوش ہیں کہ یاران وطن اپنی دھن میں کامیاب ہوں۔ چشم ما روشن دل ماشاد۔ مگر دیکھنا تو یہ ہے۔ کہ اس کے متعلق باوا نانک صاحب کیا فرماتے ہیں اگر ان کی تعلیم ہندوازم کی ممد ہے تو ہندو پریس اپنی دھن کے لئے حق پر ہے۔ اور اگر سکھوں کے گرنتھ نہایت زور شور سے ہندو عقاید کا کھنڈن کر رہے ہیں۔ تو ہندو پریس کے لئے یہی بہتر ہی کہ وہ اس نامعقول دعوے سے باز رہے اور بیجا او ناجائز ضد اور ہٹ سے لوگوں کو ہنسنے کا موقعہ دے کیونکہ ہندوستان میں بیجا اڑئیل اور ضدی آدمی کی تشبیہ کیلئے بہت بُری مثال دیجاتی ہے۔ اور اس کے لئے مشرقی اور مغربی فلسفہ قریب قریب یکساں معیار مقرر کرتا ہے۔ اور ہم اس کے لئے آپ صاحبان کی توجہ لارڈ روزبری صاحب بہادر جیسے مدبّر کی اس تقریر کیطرف کھینچنا چاہتے ہیں۔ جو آپنے اپنی تقریر میں بیجا ضدی اور اڑئیل انسان کو ایسے جانور سے تشبیہ دی تھی جو مشرقی نکتہ خیال سے اپنی ضد اور ہٹ میں شہرۂ آفاق ہے۔

ہندو دھرم کے اصول

اگرچہ ہندو دھرم کے صحیح معنے کرنا موجودہ صورت میں۔ ”گورکھ دھندا“ کے حل کرنے سے کم نہیں۔ مگر اسوقت ہم ہندو دھرم کے انہیں عقاید کو لیتے ہیں جو ہندو پریس مقرر کرتا ہے۔ ہندو پریس کے مقرر کردہ عقاید حسب ذیل ہیں۔

(۱) وید اور سمرتی اور پران وغیرہ ماننے والا۔
(۲) اوتاروں کے ماننے والا۔
(۳) دیوی دیوتا کے پوجنے والا۔
(۴) مورتی کے پوجنے والا۔
(۵) اور یگیہ اور ہوں کے کرنیوالا۔
(۶) جینؤ کے پہننے والا۔
(۷) گئو کی رکھشا کرنیوالا۔
(۸) تناسخ کے ماننے والا۔
(۹) مُردے کو جلانیوالا۔

اب ہم ذرا ان عقاید کی کسوٹی کو لیکر سکھ دھرم کے گرنتھوں کو ٹٹولتے ہیں۔ کہ سکھوں کے گرنتھوں میں مذکورہ بالا عقاید کی تعلیم کہانتک پائی جاتی ہے۔ سب سے پہلے ہم ویدوں کو لیتے ہیں۔

وید سمرتی پُران اور باوا نانک صاحب

اب ہم دیکھتے ہیں کہ گرنتھ جو سکھوں کی ایک مذہبی کتاب ہے وہ وید کے لئے کیا فتویٰ دیتے ہیں۔ گرنتھ صاحب میں لکھا ہے۔ کہ :۔

KHILAFAT LIBRARY

ملہ جملہ ناظرین صحت کے لئے دعا فرماویں۔

(ملار محلہ ۳) پڑھ پڑھ پنڈت سمرتی تھکے ویداں کا ابھیاس
ہر نام چیت نہ آوے نہ نج گھر ہووے واس

(ارتھ) بڑے بڑے رشی اور مہا رشی بھی ویدوں کو پڑھ پڑھ کر مر گئے۔ جنہیں مکتی کا ملنا تو ایکطرف رہا وہ ایشور کے نام سے بھی ناآشنا رہے۔ (گرنتھ کا دعویٰ بالکل درست ہے۔ ویدوں میں سوائے اگنی۔ وآیو وغیرہ کے ایشور کا کہیں ذکر نہیں۔ ایڈیٹر)

پھر اور ملاحظہ فرمایئے۔ شلوک گرنتھ صاحب

پنڈت میل نہ چوکئے جو وید پڑھے جگ چار

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے کہ اگر شروع دنیا سے لیکر دنیا کے آخر تک کوئی ویدوں کو پڑھتا رہے۔ تو بھی تزکیۂ نفس نہیں ہو سکتا۔ اب اس پر زیادہ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ اب ہم دوسرے عقیدہ کو لیکر گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ شاید دوسرے عقیدہ کے ذریعہ ہی سکھ ہندو بن جائیں۔

اوتار اور باوا نانک صاحب

ہندوؤں کا ایک خاص گروہ اس بات کا قایل ہے۔ کہ جب دنیا میں فسق و فجور کی حد ہو جاتی ہے۔ تو ایشور جی مہاراج بجائے اپنے کسی خاص بندہ بھیجنے کے خود انسانی قالب میں آکر اس فسق و فجور کو دور کر کے اس گند سے دنیا کو پاک کرتے ہیں۔ مگر گرنتھ اس عقیدہ کیلئے یہ فتوے دیتا ہے۔

اوتار نہ جانے انت۔
پرمیشور پار برہم بے انت (رام کلی ۵)

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے کہ ہم اوتار کو کسطرح ایشور مان لیں۔ وہ تو ایک انسان ہے۔ حالانکہ پرمیشور محیط الکل اور بے انت ہے۔ پھر اور ملاحظہ فرمایئے۔

جو مکھ جلو جیت کہے ٹھاکر جونی۔ (بھیروں محلہ ۵)
اجونی سے بھنگ (جاپ جی صاحب)

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے کہ وہ مکھ کیوں نہیں جل جاتا۔ جو یہ کہتا ہے کہ ایشور انسانی قالب اختیار کرتا ہے۔ وہ تو (ایشور) جنم مرن سے نیارا ہے۔ اس عقیدہ کے رو سے بھی سکھ ہندو نہیں ہو سکتے

مگر آؤ اب تیسرے عقیدہ کو لیکر گرنتھ سے اسکی پڑتال کریں شاید اس سے ہی سکھ ہندو بنجائیں۔''

دیوی دیوتا اور باوا نانک صاحب

ہندوؤں کے عقاید کے بموجب تینتیس کروڑ دیوتا ہیں۔ اور ہندو لوگ ان کی پوجا کو فرض اولے سمجھتے ہیں۔ ہندوؤں کا یہ خیال ہے کہ جسطرح اس دنیوی بادشاہت میں ہم تحصیلدار کے ذریعہ سے ڈپٹی کمشنر سے ملاقات کر سکتے ہیں۔ اسی طرح روحانی بادشاہت میں بھی وسایل اور ذرایعہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے بغیر دیوتاؤں کے ذریعہ کے ہم ایشور کو کبھی نہیں مل سکتے مگر گرنتھ صاحب اس کے متعلق یہ رائے دیتا ہے۔

دیوی دیوتا پوجئے بھائی
کیا مانگے کیا دے؟ (سورٹھ محلہ ۱)

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے کہ دیوی اور دیوتا کی پوجا سے کیا فائدہ؟ وہ ہمیں کیا دے سکتا ہے؟ آگے اور لیجئے۔

برہما۔ وشن۔ رُدر۔ تسکی سیوا
انت نہ پاوے الکھ ابھیوا (ماجھ محلہ ۲)

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے کہ لوگو جو تم برہما وشن۔ اور مہیش کو دیوتا دیوتا کہکر پوج رہے ہو یہ تو اللہ تعالے کے خادم ہیں۔ تم خادموں کے خادم نہ بنو۔ بلکہ مخدوم کے خادم بنو۔ افسوس کہ اس عقیدہ سے بھی ہم سکھوں کو ہندو نہ بنا سکے اب چوتھے عقیدہ کو لیکر ہم گرنتھ صاحب کو دیکھتے ہیں۔ شاید اس عقیدہ کے رو سے ہی سکھ ہندو بن جائیں۔

KHILAFAT LIBRARY

مورتی پوجا اور باوا نانک صاحب

ہندو دوست تینتیس کروڑ دیوتا کی پوجا کو اپنے دہرم کا ایک اصول سمجھتے ہیں۔ اور پھر ۳۳ کروڑ دیوتا کی پتھر کی مورتیں بنا کر ان کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ جسکو مسلمان لوگ بت پرستی کہتے ہیں

اب دیکھنا یہ ہے کہ گرنتھ صاحب بت پرستی کی نسبت کیا فتوے دیتا ہے۔ گرنتھ بآواز بلند یہ کہتا ہے:۔

جو پتھر کو کہتے دیو
تاکی برتھا ہوئے سیو!
جو پاتھر کی پائیں پائیں!
تسکی گھال اجائیں جائیں!
ٹھاکر ہمرا سدا بلنتا!
سرب جیاں کو پربھ دان دیتا!
نہ پاتھر بولے نہ کچھ دے!
پھوکٹ کرم نیہپھل ہے سیو!

مطلب:۔ گرنتھ کہتا ہے۔ کہ جو لوگ پتھر کو خدا بنا کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔ ان کی تمام محنت اکارت جاتی ہے۔ اور جو پتھر کو ایشور سمجھکر اس کو پانی دیتے ہیں ان کی محنت بھی رایگاں جا رہی ہے۔ گرنتھ کہتا ہے اے بھولی دنیا کیا تو اس بات کو نہیں جانتی۔ کہ ہمارا خدا تو ہمیشہ بولتا ہے (یہ الہام کیطرف اشارہ ہے۔ آریہ اور عیسائی وغیرہ کہتے ہیں کہ خدا ہمارے بزرگوں کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ مگر گرنتھ کہتا ہے کہ ہمارا خدا ہمیشہ کلام کرتا ہے۔ تشریح کے لئے سوانحعمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ عاجز دفتر نور سے طلب فرما کر ملاحظہ فرمایئے) ہمارا خدا تو ہر ایک ذی روح کا خالق اور رازق ہے۔ اور پتھر تو گنگ و کر ہے بھلا وہ تمہیں کیا دیسکتا ہے۔ پتھر کی پوجا تو بدقسمت لوگ کرتے ہیں''۔ افسوس اس چوتھے اصول نے بھی ہندوؤں سے وفا نہ کی۔ آؤ اب لگتے ہاتھ پانچویں اصول کی بھی پڑتال کر ڈالیں۔ شاید اس سے ہی سکھ ہندو بنجائیں۔

یگیہ وہون اور باوا نانک صاحب

یگیہ اور ہوم ہندوؤں کا ایک مسلمہ اصول ہے جس سے کسی ہندو کو انکار نہیں ہو سکتا۔ منو جی مہاراج نے منو الف ۳ شلوک ۳۹۔ پھر منو الف ۱۱۔ شلوک ۴۰۔ پھر منو الف ۲۔ شلوک ۷۲۔ پھر ستیارتھ پرکاش الف ۳ میں یگیہ اور ہوم کی اس قدر تعریف اور تاکید کی ہے۔ گویا ہندوؤں کا یہ ایک پرنسپل اصول ہے

اب گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرکے یگیہ اور ہوم وغیرہ کے متعلق دیکھتے ہیں۔ کہ سکھوں کی مذہبی پستک ہندوؤں کے اس اعلیٰ اصول کی نسبت کیا فتویٰ دیتی ہے۔ شلوک گرنتھ صاحب:-

ہوم یگیہ سب تیرتھ -
ٹرہ پنڈت تھکے پُران
بھیکھہ مایا ہوم نہ سبھتے
وچ ہومے آوے جان
ست گر ملے مل اترے
ہر جپیا پر کھہ سجان
جن ہر پربھ سیویا ل
جن نانک سدا قربان (۲-۲)

مطلب گرنتھ کہتا ہے۔ ہون اور یگیہ اور تیرتھوں کے جاترا اور پُران کے مطالعہ وغیرہ کرکرکے رشی اور پنڈت وغیرہ ہار گئے۔ کیونکہ یگیہ اور ہوم اور تیرتھوں کے جاترا اور پرانوں کے پڑھنے سے انکا تزکیہ نفس نہ ہوسکا۔ اگر خوش قسمتی سے سچے گرو کا ملاپ ہو جاوے تو انسانی دل تمام رذیل خواہشات اور دنیاوی لوث سے مطہر ہو جاتا ہے۔ اے نانک جن لوگوں نے اس ہون اور یگیہ وغیرہ کے بندھنوں سے آزاد ہو کر خدا سے لگن لگائی۔ ایسے انسان پر ہر وقت نانک رحمۃ اللہ علیہ قربان ہوں۔ افسوس اس عقیدہ نے بھی ہندوؤں کا ساتھ نہ دیا۔ اب میں کیا کروں۔ میں تو بہت زور لگاتا ہوں۔ کہ کسی نہ کسی عقیدہ سے سکھ ہندو بن جائیں۔ تا برادران وطن خوشی سے پھولے نہ سمائیں مگر کیا کیا جاوے۔ ہندوؤں کے ہر ایک عقیدہ کی گرنتھ صاحب سخت مخالفت کرتا ہے۔ اس میں میرا کیا قصور۔ البتہ آریہ دوست یہ ضرور کہہ سکتے ہیں۔ کہ تم نے گرنتھ پڑھا ہی کیوں۔ اور اگر پڑھ لیا تو ان بھیدوں کو اپنے دل ہی میں رکھکر ہماری دال کیوں نہیں گلنے دیتا سو اس کے متعلق میری یہ عرض ہے کہ جب میں دیکھتا ہوں کہ سچائی پر پردہ ڈالکر لوگوں کو دھوکا دیا جاتا ہے۔ تو ایسی صورت میں چپ رہنا گناہ سمجھتا ہوں

مگر مجھے پھر بھی افسوس ہے کہ اس پانچویں اصول نے بھی آریوں سے وفا نہ کی۔ مگر آؤ اب چھٹے اصول کو ہاتھ میں لیکر گرنتھ صاحب سے پڑتال کریں۔ شاید اسی عقیدہ کے رو سے ہی سکھ ہندو بن جائیں۔

زنار بندی اور باوا نانک صاحب

جینو پہننا ہندوؤں میں ایک ایسا مسلہ اصول ہے۔ کہ جسے ہندوؤں کا بچہ بچہ بھی جانتا ہے۔ اس لئے اس پر زیادہ حاشیہ چڑھانے کی ضرورت نہیں۔ مگر اب دیکھنا ہے کہ اس ہندوؤں کے مسلہ اصول کی نسبت گرنتھ کیا فتویٰ دیتا ہے۔

جھوٹے جینو جتن تیاگو

مطلب:- گرنتھ صاحب کہتا ہے کہ یہ جینو اور چوٹی وغیرہ کے ایڈمبر سب کے سب جھوٹے ہیں۔ انہیں ترک کردو۔ اور بھی دوار آسا میں جینو وغیرہ کی سخت سے سخت مخالفت کی گئی ہے۔ جسے ہم طوالت کے باعث اس جگہ لکھنا مناسب نہیں سمجھتے۔ مفصل دیکھنا ہو تو سوانح عمری حضرت باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ مصنفہ عاجز دفتر نور سے طلب فرماویں) افسوس کہ اس چھٹے اصول نے بھی ہندوؤں کا کچھ پاس نہ کیا۔ مگر آؤ اب ساتویں اصول کو لیکر گرنتھ صاحب کی پڑتال کریں شاید ساتواں اصول ہی ہندوؤں کے مفید مطلب نکل آوے اور ان کے پونے بارہ ہو جاویں۔

گؤرکھشا اور باوا نانک صاحب

گؤرکھشا کا نام سنکر تو ضرور ہمارے ہندو بھائی بلیوں اچھلنے لگے ہونگے کہ یہ اصول تو ہمارے مفید مطلب نکل آویگا۔ مگر حضرت یہاں تو گرنتھ صاحب کا فتویٰ ہی دگر رہا ہے۔ اور اگر گرنتھ صاحب گئو پوجا اور گؤرکھشا کی پورانوں اور ویدوں کیطرح ہدایت دیتا ہے۔ تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اور اگر مخالفت کرتا ہے تو سکھ ہندو نہیں اور قطعاً نہیں۔ ہم نے گرنتھ صاحب کی ایک ایک کرکے غائر نظر سے دیکھا۔ مگر گرنتھ صاحب میں گؤرکھشا کیلئے ہمیں کوئی شلوک بھی نہیں ملتا۔ اس لئے گرنتھ کی تعلیم کے رو سے جسطرح بکری اور بھیڑ وغیرہ ہے۔ اسی طرح گائے ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

منوسمرتی اور وشن سمرتی میں گوبر اور گؤ موتر کی بڑی تعریف لکھی ہے۔ منوسمرتی میں لکھا ہے۔ کہ شودر کو پنچگویہ ہرگز ہرگز نہیں کھانا چاہئے۔ کیونکہ پانچگویہ ایک ایسی بد تر چیز ہے۔ جسکو برہمن اور چھتری ہی کھا سکتے ہیں۔ ذرا پانچگویہ کا نسخہ بھی ملاحظہ فرمائیگا۔ گائے کا گوبر ایک ماشہ۔ گائے کا پیشاب ۸ ماشہ۔ گائے کا گھی چار ماشہ۔ دودھ اور دہی آٹھ آٹھ ماشہ۔ ان پانچ اشیاء کے جمع کرنے سے پانچگویہ بنتا ہے۔ منو اور وشنو کہتا ہے کہ یہ ایک ایسی پوتر اور پاک چیز ہے کہ صرف برہمن اور چھتری ہی کھا سکتے ہیں۔ اس پوتر نسخہ کو لکھکر ہم اس کی تضحیک نہیں اڑانا چاہتے۔ صرف اس نسخہ کو درج کرنے سے ہماری یہ مراد ہے۔ کہ ہندوؤں کے مسلہ شاستروں میں گائے کی اسقدر تعریف لکھی گئی برخلاف اس کے گرنتھ اور گرنتھ کے گیانی گائے کا گوبر اور گؤموتر کے متعلق جو فتوے دیتے ہیں۔ وہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔

لنگر میں گائے کا گوبر جلانا اور گائے کے گوبر سے چوکا دینا منع ہے۔ دیکھو رہت نامہ)

افسوس ہندوؤں کے اس مایۂ ناز مسئلہ نے بھی ہندوؤں کا ساتھ نہ دیا .... مگر آؤ۔ اب ذرا ہندوؤں کے آٹھویں اصول کو لیکر گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔ کیا تعجب کہ یہی مسئلہ ہی ہندوؤں کا ممد نکل آوے۔

تناسخ اور باوا نانک صاحب

منجملہ اور عقاید کے تناسخ بھی ہندوؤں کا ایک مسلہ اصول ہے۔ درحقیقت فی زمانہ ہندو سوسائٹی میں وہی پکا ہندو اور دھرماتما پرش شمار کیا جاتا ہے۔ جو پنرجنم یعنی تناسخ کا قایل ہو اور اس بات پر پورا پورا وشواش رکھتا ہو۔ کہ یہ جو آج بلی کتے۔ سور وغیرہ ہیں۔ دراصل یہ

بھی کسی زمانہ میں اشرف المخلوقات تھے۔ مگر اس عقیدہ کو لیکر ہم گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کرتے ہیں۔ کہ آیا گرنتھ صاحب اس عقیدہ کی نسبت کیا فتوے دیتا ہے

جیتا دیہیں تیتا ہو کھاؤ۔
بیا ور نہیں کے در جاؤ۔
نانک ایک کہے ارداس
جیو پنڈ سب تیرے ہی پاس

ارتھ گرنتھ صاحب میں لکھا ہے کہ جسقدر تو دیوے اسی قدر ہم کھاتے ہیں۔ دوسرا دروازہ نہیں جسپر جاویں۔ نانک ایک ہی عرض کرتا ہے کہ روح اور مادہ سب تیرے ہی بنائے ہوئے ہیں۔" یہ مضمون آواگون کے عقیدہ کے بالکل خلاف ہے۔ کیونکہ آواگون والا یہ نہیں کہیگا کہ رزق کی کمی و بیشی خداتعالےٰ کے ہاتھ میں ہے۔ بلکہ وہ تو اپنی تمام عزت و ذلت کو اپنے پہلے عملوں کیطرف منسوب کریگا۔ اور روحوں کا خالق خداتعالےٰ کو کبھی نہ مانیگا۔ اب یہ شلوک بہ تصریح آواگون کا کھنڈن (ردّ) کررہا ہے۔ افسوس آریوں کے اس یگانہ فخر عقیدہ نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا۔ مگر آؤ اب ہندوؤں کے نویں عقیدہ یعنی مردے کو جلانیکی نسبت گرنتھ صاحب کی اوراق گردانی کریں۔"

KHILAFAT LIBRARY

مردے کو جلانا اور باوا نانک صاحب

ہندوؤں کے بعض لیڈنگ اخبارات نے بہت زور شور سے اس دعوے کو پیش کیا ہے۔ کہ جو لوگ مردہ جلاتے ہیں وہ بلاشبہ ہندو ہیں۔ مگر آؤ اب ہم اس اصول کو مد نظر رکھکر بانئے سکھ ازم کے عملدرآمد پر نظر ڈالیں۔ اور سکھوں کے دھارمک پستک گرنتھ صاحب سے اس کا فتویٰ تلاش کریں۔ باوا نانک صاحب گرنتھ میں اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔

دنیا مقام فانی تحقیق دل دہانی
مم سو موعزرائیل گرفتہ دل ہیچ ندانی
زن ان پسر پدر برادران کس نیست دست گیر
آخر بیفتم کس نذارد چوں شود تکبیر

مطلب:۔ باوا نانک صاحب اپنے آپ کو مخاطب کرکے فرماتے ہیں۔ اے دل یہ دنیا فنا کا مقام ہے یہ تحقیقی بات ہے۔ اس کو دل سے سمجھ میرے سر کے بال عزرائیل کے ہاتھ میں ہیں اے دل تجھے کچھ بھی خبر نہیں۔ عورت لڑکا باپ بھائی کوئی دستگیری نہیں کریگا۔ جبکہ تکبیر یعنی نماز جنازہ تیرے پر پڑھی جائیگی۔ تم میں اسوقت بیکس ہونگا اور بیکس ہوکر گرا ہوا ہونگا۔ اب تکبیر کا لفظ کہلا ہوا ہے کہ موت کے بعد تکبیر انہیں پر ہوتی ہے۔ جنکا جنازہ پڑھتے ہیں۔ اور جنازہ انہیں کا پڑھا جاتا ہے جو دفن ہوتے ہیں۔ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا نمونہ خود اسکا شاہد حال ہے۔ کہ آپ کی نعش جلائی نہیں گئی۔ بلکہ ان کی وصیت کے موافق اُن کے پٹھان مریدوں نے باقاعدہ جنازہ پڑھکر دفن کی۔ اگرچہ جنم ساکھی میں بعض لوگوں نے یہ کہانی گھڑی ہے۔ کہ باواجیکی نعش گم ہوگئی اور باواجیکے پٹھان مریدوں نے باواجیکی اوپر والی چادر پر نماز جنازہ پڑھکر دفن کردیا۔ مگر یہ ایک ایسی کچی بات ہے کہ جسکو سنکر چھوٹے سے چھوٹا بچہ بھی قہقہہ لگائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس بات سے کون انکار کرسکتا ہے۔ کہ مسلمانوں میں ایک جھوٹی قبر بنانا۔ اور صرف کپڑا دفن کرنا اور اس کو قبر سمجھنا ایک فریب اور گناہ میں داخل ہے۔ مسلمان ایسا ہرگز نہیں کرسکتے۔ اور اگر ان کو چادر ملتی تو وہ متبرک طور پر اپنے پاس رکھتے اور ہرگز نہ چاہتے۔ کہ اس کو دفن کریں۔ بجائے لاش کے چادر یا کسی اور کپڑے کا دفن کرنا۔ کسی جگہ اسلام میں حکم نہیں۔ اور نہ قرآن و حدیث میں اس کا کچھ نشان پایا جاتا ہے۔ بلکہ یہ تو دجل اور فریب کی قسم میں سے ہے۔ جو شریعت اسلام میں کسی طرح جائز نہیں۔ اور پھر اس وقت پنجاب میں کل حنفی مذہب کے مسلمان تھے۔ اور حنفی مذہب کے روسے بجز حاضری نعش کے نماز جنازہ درست نہیں۔ پھر جنم ساکھی میں اسی جگہ پر باوا نانک صاحب کا یہ شلوک نہایت موٹے حروف میں لکھا ہوا ہے۔

داغ پوتر دھرتری مہر دھرتی ہوئے سہائے
تاں نکٹ نہ آوے دوزخ سندی بہائے

یعنے جو لوگ داغ سے پاک ہوکر قبر میں داخل ہوئے دوزخ کی بھاپ ان کے نزدیک بالکل نہ آسکے گی اب کون ہے جو ان کھلے کھلے واقعات اور شلوکوں سے انکار کرسکے۔ افسوس کہ ہندوؤں کے اس عقیدہ نے بھی ان کا ساتھ نہ دیا۔

ہم نے ہندوؤں کے تمام عقاید کو گرنتھ صاحب کی کسوٹی پر پرکھ کر ہی رد کردیا ہے۔ اگر اس پر بھی ہندو دوست مصر ہوں۔ اور مرغ کی ایک ہی ٹانگ دبائے جائیں۔ تو ایسے ضدی لوگوں کا ہمارے پاس کیا علاج ہے۔ دھرم اور ایمان تو بلاشبہ اسی بات کا تقاضا کرتا ہے۔ کہ ہندو صاحبان ازروئے گرنتھ صاحب سکھوں کو ہندو ثابت کریں۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو اپنے اس دعوے بے دلیل کو لوگوں کے سامنے پیش کرکے جگ ہنسائی نہ کرائیں۔"

یہ گرنتھ صاحب جوکہ ۵ ستمبر ۱۸۸۶ء کو مہاراجہ بکرم سنگھ صاحب بہادر والئے ریاست فریدکوٹ اور سردار بکرمان سنگھ صاحب اہلووالیہ نے باعانت منشی برج لال صاحب مہتمم خیرخواہ پنجاب گوجرانوالہ منشی گیان چند مہتمم وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ نے ترجمہ کیا۔ اور گیان پریس گوجرانوالہ میں ۱۸۸۱ء میں چھپا اسکے صفحہ ۳ پر لکھا ہے اور ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ کہ یہ شلوک تمام گرنتھ صاحبوں میں موجود ہے۔ محلہ پہلا:۔

(۱) عیب تن چکڑ دا یہ من مینڈکو کمل کی سار نہیں پائی"
(۲) بھنور استاد نت بھاکھیا بولے کیوں بوجھے جاں نہ بوجھائی"
(۳) اکھن سنا پون کی بانی۔ ایہہ من رتا مایا"
(۴) خصم کی نظر دلیں پسندی جنہیں کر اک دھیایا"
(۵) نانک آکھے راو پرچلیا مال دھن کت کیران بجائی"

ان کا ترجمہ جو دونوں راجہ صاحبان اور منشی برج

لال صاحب اور منشی گیان چند صاحبان نے کیا ہے۔ ذیل میں درج ہے۔

(۱) تیرے بدن میں کیچڑ کیا ہے۔ تیرے ہی عیب اور اس میں سیندگ کیا ہے تیرا ہی دل ہاے تو نے جان تو جبکہ بھی اس گل نیلوفر کی کیفیت نہیں جانی۔ جو تیرے سینہ میں شگفتہ ہو رہا ہے۔

(۲) اس بھول پر بھنور کیا ہے تیرا استاد جو تجھے ہمیشہ مفید ہدائتیں دیتا ہے تو کبھی نہ سمجھتا اگر وہ اس قدر ہی نہ سمجھاتا تجھے۔

(۳) نام حق کے بغیر کہنا اور سننا فضول ہے ہاے یہ دل لذات محسوسات میں پھنس رہا ہے۔"

(۴) وہی لوگ سچے صاحب منظور نظر ہیں۔ اور وہی اُسی دل سے مقبول ہیں جو اس وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں۔

(۵) تیس روزے رکھتے ہیں اور پانچوں وقت نماز پڑھتے ہیں۔ اس نیت سے کہ شیطانی وسواس سے اللہ محفوظ رکھے۔ یعنے اگر تو نماز اور روزہ نہیں رکھیگا تو شیطان تیرا نام نیک بندوں اور خدا پرستوں سے کاٹ دیگا۔ باوا نانک جی فرماتے ہیں۔ کہ ہم راہ چلتے مسافر ہیں۔ غرض ہم ایکدم کے لئے ہی یہاں نہیں ٹھیر سکتے۔ ہم کو کیا فرصت ہے کہ اپنے مال و دھن کا حساب کسی کو سمجھا سکیں۔

اب اس کے بعد دیکھنا یہ ہے کہ باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ اسلام کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔ بہرحال باوا صاحب کی معرفت سے بھری ہوئی ہدائتیں یہ ہیں۔ شلوک

دوزخ پوندے کیوں رہیں ؟ جاں چت نہ ہوے رسول

ترجمہ:۔ وہ لوگ ضرور ہی دوزخی ہیں جو آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے۔ شلوک:۔

ہوئے مسلم دین مہانے   مرن جیون کا بھرم چکانے

ترجمہ:۔ اے غافل صدق دل سے مسلمان ہو جا۔ پھر تجھے نجات ابدی حاصل ہو گی۔ شلوک جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۷۲

کلمہ اک پکاریا دوجا ناہیں کوئی۔

(ترجمہ) میں نے ایک ہی کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا ورد کیا ہے۔ دوسرا کوئی ذریعہ نجات نہیں۔

جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۲۷۱

ہندو کہن ناپاک ہے دوزخ جاون سوئی۔
کہدو اللہ اور رسول کو اور نہ لوجھو کوئی

(ترجمہ) ہندو اللہ اور اس کے رسول کی شان میں ناپاک لفظ کہتے ہیں۔ تحقیق وہی دوزخی ہیں۔ پیچھے دل سے اقرار کرلو کہ اللہ اور رسول برحق ہیں۔ اور اس کے سوا اور کچھ نہ بوجھو۔

بھائی بالا والی جنم ساکھی صفحہ ۱۳۴

اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد مصطفٰے کو دنیا کے ادھار کے لئے بھیجا۔ اللہ تعالےٰ نے باوا نانک جیکو کہا۔ کہ تیس سپارے قرآن شریف کے ہیں۔ اور چار کوٹ ورتا ہیئے۔ اور ایک ہی نام کی جھاکرو۔ اور دوسرا میرا کوئی شریک نہیں۔ سو یہ حکم نانک درویش کو آیا ہے کہ تو جگت میں جاکر اسدا ڈھونڈورا پھیر جو کوئی حق راستی پر کھلو ٹیگا۔ سوئی پاک ہو ویگا"

جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۱۳۵

خدا نے نانک نوں آکھیا کہ وڈیائی نتاںوں شیخ دی ملی ہے۔ دیول دیوتے اور پراچین تیرتھ جو ہندواں دے ہیں۔ اوہناں نوں منسوخ کرو۔

(ترجمہ) اللہ تعالےٰ نے نانک کو فرمایا کہ تم کو شیخ کا رتبہ عطا کیا گیا ہے۔ دیوی اور دیوتے اور پرانے تیرتھ ہندوؤں کے۔ جو شرک کی جڑ ہیں۔ انہیں منسوخ کرو"۔

ایضاً صفحہ ۱۳۷

جد رکن الدین قاضی مکہ دا نماز پڑھانے دے واسطے آیا تو قاضی رکن دین و بابے دی السلام علیکم ہوئی"

(ترجمہ) جب رکن دین قاضی مکہ کا نماز پڑھانے آیا۔ تو باوا جی سے السلام علیکم ہوئی۔

جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۳۹

چھٹسن سوئی نانکا مرشد جنہاں پناہ

(ترجمہ) نانک صاحب فرماتے ہیں کہ وہی لوگ نجات پائینگے جن کے حامی و مددگار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہونگے

جنم ساکھی ایضاً صفحہ ۱۴۱

پاک پڑھیو کلمہ حبیبا محمد نال ملائے
ہوا معشوق خدا ید اہو اتُل آئے

(ترجمہ) پاک کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھکر آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی امت سے مل جاؤ۔ وہ اللہ تعالےٰ کا پیارا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو اللہ پر نثار کردیا۔ امید ہے کہ اب میاں پرکاش نے معلوم کرلیا ہوگا اور آئندہ کیلئے وہ ذرا سوچ سمجھکر مذہبی میدان میں اترا کریگا"۔

نور کے ساتھ عملی محبت کا ثبوت

اس دفعہ حسب ذیل احباب و اکرام نے نور کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر نور کے ساتھ عملی محبت کا ثبوت دیا:۔

KHILAFAT LIBRARY

جناب میرزا محمد اکرم بیگ صاحب ۲ خریدار۔ جناب شیخ ہاشم علی صاحب (۱)۔ جناب اکبر علی خاں صاحب ۵۔ جناب حکیم محمد اکرم صاحب ۱۔ جناب منشی محمد سیف الدین صاحب ۱۔ بابو غلام محمد خاں صاحب ۱۔

ہم جناب خانصاحب اکبر علی خاں کے تہ دل سے مشکور ہیں جنہوں نے یکمشت ۵ خریدار دیئے۔ اللہ تعالےٰ ان دوستوں کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

اس دفعہ ۸ خریداروں نے اپنا فرض ادا کیا۔ اور ابھی ۸۰۰ - ۸ = ۷۹۲ باقی۔ گویا اس حساب سے ۷۹۲ - احباب کرام پر یہ فرض یوں کا دول ہی ہے امید ہے کہ یہ دوست بھی بہت جلد اپنا فرض ادا کرکے عند اللہ ماجور ہونگے۔ ایک یا دو خریداروں کا پیدا کرنا کچھ بھی مشکل نہیں صرف تھوڑی سی توجہ درکار ہے۔

مبارک

اللہ تعالےٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمارے بزرگ بھائی بابو منظور الٰہی صاحب کے ہاں دوسرا بچہ عطا فرمایا ہے۔ نور کے ناظرین دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ اس بالک کی عمر دراز کرے۔ اور دین کا خادم بناوے۔ ۵۔ مئی ۱۹۱۹ء کو یہ مولود مسعود پیدا ہوا اور حضرت صاحب نے اسکا نام عبد الرحمن رکھا ہے (آمین)

نوٹ:۔ ایک ضروری مضمون کی باعث ابکی دفعہ اشتہارات درج اخبار نہیں ہوسکے ہیں امید ہے کہ مشتہر دہندگان معاف فرمادینگے۔